عرش عظیم تمام مخلوقات کی چھت ہے۔ آسمان وزمین اور کل کائنات بقدرت رب عرش تلے ہے۔ اس اللہ کا علم ہر چیز پر شامل ہے اور ہر چیز کو اپنے احاطے میں کئے ہوئے ہے۔ اس کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔ وہ ہر ایک کا کارساز ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں' سب سے آخری آیت قرآن کریم کی یہی ہے مروی ہے۔ کہ جب خلافت صدیقی میں قرآن کو جمع کیا تو کاتبوں کو حضرت ابی بن کعبؓ لکھواتے تھے۔ جب اس سے پہلے کی آیت لا یفقھون تک پہنچے تو کہنے لگے کہ یہی آخری آیت ہے۔ آپ نے فرمایا' نہیں' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو آیتیں اور پڑھوائی ہیں۔ پھر آپ نے ان دونوں آیتوں کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ قرآن کی آخری آیتیں یہ ہیں۔ پس ختم بھی اسی پر ہوا جس پر شروع ہوا تھا یعنی لا الہ الا اللہ پر۔ یہی وحی تمام نبیوں پر آتی رہی ہے کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تم سب میری ہی عبادت کرو۔ یہ روایت بھی غریب ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت حارث بن خزیمہ رضی اللہ عنہ ان دونوں آیتوں کو لے کر آئے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے ان سے گواہ طلب کیا' انہوں نے کہا گواہ کی تو مجھے خبر نہیں۔ ہاں سورہ برات کی یہ دو آخری آیتیں مجھے خود رسول ﷺ نے پڑھائی ہیں۔ اور مجھے خوب اچھی طرح حفظ ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے گواہی دی کہ میں نے بھی انہیں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ یہ گواہی سن کر آپؓ نے فرمایا' اگر ان کے ساتھ تیسری آیت بھی ہوتی تو میں اسے علیحدہ سورت بنالیتا۔ تم انہیں قرآن کی کسی سورت کے ساتھ لکھ لو۔ چنانچہ سورہ براۃ کے آخر میں یہ لکھ لی گئیں۔ پہلے یہ بات بھی بیان ہو چکی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی قرآن کے جمع کرنے کا مشورہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اور بحکم خلیفہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے جمع کرنا شروع کیا تھا۔ اس جماعت میں حضرت عمرؓ بھی آمد و رفت رکھتے تھے۔ صحیح حدیث میں ہے حضرت زیدؓ فرماتے ہیں' سورہ برات کا آخری حصہ میں نے خزیمہ بن ثابت یا ابوخزیمہ کے پاس پایا۔ یہ بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ ایک جماعت صحابہ نے اس کا مذاکرہ رسول اللہ ﷺ کے روبرو کیا جیسے کہ حضرت خزیمہ بن ثابت نے کہا تھا جب کہ ان کے سامنے اس کی ابتدائی بات کہی تھی۔ واللہ اعلم۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص صبح شام حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم کو سات سات مرتبہ پڑھ لے اللہ تعالیٰ اسے اس کی تمام پریشانیوں سے نجات دے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ خواہ صداقت سے پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو لیکن یہ زیادتی غریب ہے۔ ایک مرفوع روایت بھی اسی قسم کی ہے لیکن وہ بہت منکر ہے۔ واللہ اعلم۔ الحمدللہ سورہ برات کی تفسیر ختم ہوئی۔

تفسیر سورۃ یونس

(تفسیر سورۂ یونس) سورہ بقرہ کے شروع میں حروف مقطعات کی بحث گذر چکی ہے۔ ابن عباسؓ سے اس کے معنی میں مروی ہے کہ میں ہوں اللہ دیکھنے والا نگہبان۔ ضحاک وغیرہ یہی کہتے ہیں۔ یہ آیتیں مضبوط اور روشن قرآن کی ہیں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں' حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں تورات اور زبور۔ قتادہؒ کہتے ہیں قرآن سے پہلے کی کتابیں۔ لیکن مجھے تو نہ اس قول کی کوئی توجیہ معلوم ہوتی ہے نہ مطلب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ

لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲

اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم کے نام سے

یہ آیتیں ہیں حکمتوں بھری کتاب کی ○ کیا لوگوں کو یہ بات انوکھی معلوم ہوئی کہ ہم نے ان میں سے ایک انسان کی طرف اپنی وحی بھیجی کہ تو لوگوں کو آگاہ کردے اور ایمانداروں کو خوشخبری سنا دے کہ ان کا سچا اور مضبوط پایہ ہے۔ ان کے پالنے والے کے ہاں' لیکن کافر کہنے لگے کہ ہو نہ ہو یہ تو صریح جادوگر ہے ○

عقل زدہ کافر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ☆☆ (آیت: ۱-۲) کافروں کو اس پر بڑا تعجب ہوتا تھا کہ ایک انسان اللہ کا رسول بن جائے۔ کہتے تھے کہ کیا بشر ہمارا ہادی ہوگا؟ حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ کیا تمہیں یہ کوئی انوکھی بات لگتی ہے کہ تم میں سے ہی ایک شخص پر تمہارے رب کی وحی نازل ہوئی۔ کفار قریش نے بھی کہا تھا کہ کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کی بجائے ایک ہی اللہ مقرر کر دیا؟ یہ تو بڑے ہی تعجب کی بات ہے۔ حضورؐ کی رسالت سے بھی انہوں نے صاف انکار کر دیا اور انکار کی وجہ یہی پیش کی کہ محمدؐ جیسے ایک انسان پر اللہ کی وحی کا آنا ہم نہیں مان سکتے۔ اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ سچے پائے سے مراد سعادت اور نیکی کا ذکر ہے۔ بھلائیوں کا اجر ہے۔ ان کے نیک کام ہیں۔ مثلاً نماز' روزہ' صدقہ' تسبیح۔ اور ان کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت۔ الغرض ان کی سچائی کا ثبوت اللہ کو پہنچ چکا ہے۔ ان کے نیک اعمال وہاں جمع ہیں۔ یہ سابق لوگ ہیں۔ عرب کے شعروں میں بھی قدم کا لفظ ان معنوں میں بولا گیا ہے۔ جو رسول ان میں ہے' وہ بشیر بھی ہے' نذیر بھی ہے لیکن کافروں نے اسے جادوگر کہہ کر اپنے جھوٹ پر مہر لگا دی۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۗ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۗ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۗ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳

تم سب کا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو صرف چھ دن میں پیدا کر دیا ہے۔ پھر عرش پر قائم ہوا ہے' ہر امر کا وہی انتظام کر رہا ہے' کوئی کسی کا سفارشی بن نہیں سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد' یہی اللہ تم سب کا پالنہار ہے۔ پس تم اسی کی عبادت کرو' کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ○

تخلیق کائنات کی قرآنی روداد: ☆☆ (آیت: ۳) تمام عالم کا رب وہی ہے۔ آسمان و زمین کو اس نے صرف چھ دن میں پیدا کیا ہے۔ یا تو ایسے ہی معمولی دن۔ یا ہر دن یہاں کی گنتی سے ایک ہزار دن کے برابر کا۔ پھر عرش پر وہ مستوی ہو گیا۔ جو سب سے بڑی مخلوق ہے اور ساری مخلوق کی چھت ہے۔ جو سرخ یاقوت کا ہے۔ جو نور سے پیدا شدہ ہے۔ یہ قول غریب ہے۔ وہی تمام مخلوق کا انتظام کرتا ہے۔ اس سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔ اسے کوئی کام مشغول نہیں کر لیتا۔ وہ سوالات سے اکتا نہیں سکتا۔ مانگنے والوں کی پکار اسے حیران نہیں کر سکتی۔ ہر چھوٹے بڑے کا' ہر کھلے چھپے کا' ہر ظاہر باہر کا' پہاڑوں میں' سمندروں میں' آبادیوں میں' ویرانوں میں' وہی بندوبست کر رہا ہے۔ ہر جاندار کا روزی رساں وہی ہے۔ ہر پتے کے جھڑنے کا اسے علم ہے۔ زمین کے اندھیروں کے دانوں کی اس کو خبر ہے۔ ہر تر و خشک چیز کھلی کتاب میں موجود ہے۔

کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے وقت لشکر کا لشکر مثل عربوں کے جاتا دیکھا گیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا' ہم جنات ہیں۔ ہمیں مدینے سے ان آیتوں نے نکالا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کی اجازت بغیر سفارش کر سکے۔ آسمان کے فرشتے بھی اس کی اجازت کے بغیر زبان نہیں کھولتے ۔ اسی کو شفاعت نفع دیتی ہے جس کے لئے اجازت ہو۔ یہی اللہ تم سب مخلوق کا پالنہار ہے۔ تم اسی کی عبادت میں لگے رہو۔ اسے واحد اور لاشریک مانو۔ مشرکو اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے ۔؟ جو اس کے ساتھ دوسروں کو پوجتے ہو حالانکہ جانتے ہو کہ خالق و مالک وہی اکیلا ہے۔ اس کے وہ خود قائل تھے۔ زمین و آسمان اور عرش عظیم کا رب اسی کو مانتے تھے۔

اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ۝۴ هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَـقِّ ۚ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝۵ اِنَّ فِى اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَّقُوۡنَ ۝۶

تم سب کا لوٹنا اسی کی طرف ہے' اللہ کا یہ سچا وعدہ ہے' وہی اول بار پیدائش کرتا ہے۔ پھر دوبارہ اسے لوٹائے گا کہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ عطا فرمائے اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں' ان کے لئے سخت گرم پانی کا پینا ہے اور دکھ دینے والی مار ہے جو ان کے کفر کا بدلہ ہوگی ○ اسی نے سورج کو روشن کیا ہے۔ اسی نے چاند کو نورانی کیا ہے۔ اسی نے منزلیں مقرر کر دی ہیں کہ تمہیں برسوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو جایا کرے' اللہ نے انہیں حق سے ہی پیدا کیا ہے' وہ اپنی آیتیں جاننے والوں کے لئے تفصیل وار بیان فرما دیتا ہے ○ دن رات کے ہیر پھیر میں اور آسمان و زمین کی مخلوقات رب میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو پرہیزگار ہیں ○

قیامت کا عمل اسی تخلیق کا اعادہ ہے: ☆☆ (آیت:۴) قیامت کے دن ایک بھی نہ بچے گا۔ سب اپنے اللہ کے پاس حاضر کئے جائیں گے جیسے اس نے شروع میں پیدا کیا تھا۔ ایسے ہی دوبارہ اعادہ کرے گا اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہوگا۔ اس کے وعدے اٹل ہیں۔ عدل کے ساتھ وہ اپنے نیک بندوں کو اجر دے گا اور پورا پورا بدلہ عنایت فرمائے گا۔ کافروں کو بھی ان کے کفر کا بدلہ ملے گا۔ طرح طرح کی سزائیں ہوں گی۔ گرم پانی' گرمی گرم' لو ان کے حصے میں آئیں گے۔ اور بھی قسم قسم کے عذاب ہوتے رہیں گے۔ وہ جہنم جسے یہ جھٹلا رہے تھے' ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی۔ اس کے اور گرم پگھلے ہوئے تانبے جیسے پانی کے درمیان یہ حیران و پریشان ہوں گے۔

اللہ عزوجل کی عظمت وقدرت کے ثبوت مظاہر کائنات: ☆☆ (آیت:۵-۶) اس کی کمال قدرت' اس کی عظیم سلطنت کی نشانی یہ چمکیلا آفتاب ہے اور یہ روشن ماہتاب ہے۔ یہ اور ہی فن ہے اور وہ اور ہی کمال ہے۔ اس میں' اس میں بڑا ہی فرق ہے۔ اس کی شعاعیں جگمگا دیں اور اس کی شعاعیں خود منور رہیں۔ دن کو آفتاب کی سلطنت رہتی ہے' رات کو ماہتاب کی جگمگاہٹ رہتی ہے۔ ان کی منزلیں اس نے مقرر

کر رکھی ہیں۔ چاند شروع میں چھوٹا ہوتا ہے۔ چمک کم ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ بڑھتا ہے اور روشن بھی ہوتا ہے پھر اپنے کمال کو پہنچ کر گھٹنا شروع ہوتا ہے اور اسی اگلی حالت پر آ جاتا ہے۔ ہر مہینے میں اس کا یہ ایک دور ختم ہوتا ہے۔ نہ سورج چاند کو پکڑ لے نہ چاند سورج کی راہ روکے نہ دن رات پر سبقت کرے نہ رات دن سے آگے بڑھے۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ پابندی سے چل پھر رہا ہے۔ دورہ ختم کر رہا ہے۔ دنوں کی گنتی، سورج کی چال پر اور مہینوں کی گنتی چاند پر ہے۔ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ حکمت ہے۔

زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی چیزیں باطل پیدا شدہ نہیں۔ یہ خیال تو کافروں کا ہے جن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے تمہیں یونہی پیدا کر دیا ہے اور اب تم ہمارے قبضے سے باہر ہو۔ یاد رکھو میں اللہ ہوں۔ میں مالک ہوں۔ میں حق ہوں۔ میرے سوا کسی کی کچھ چلتی نہیں۔ عرش کریم بھی منجملہ مخلوق کے میری ادنیٰ مخلوق ہے۔ حجتیں اور دلیلیں ہم کھول کھول کر بیان فرما رہے ہیں کہ اہل علم لوگ سمجھ لیں۔ رات دن کے رد و بدل میں، ان کے برابر جانے آنے میں، رات پر دن کا آنا، دن پر رات کا چھا جانا، ایک دوسرے کے برابر پیچھے لگا تار آنا جانا اور زمین و آسمان کا پیدا ہونا اور ان کی اور مخلوق کا رچایا جانا، یہ سب عظمت اللہ کی بولتی ہوئی نشانیاں ہیں۔ ان سے منہ پھیر لینا کوئی عقلمندی کی دلیل نہیں۔ یہ نشانات بھی جنہیں فائدہ نہ دیں، انہیں ایمان کیسے نصیب ہوگا؟ تم اپنے آگے پیچھے اوپر نیچے بہت سی چیزیں دیکھ سکتے ہو۔ عقلمندوں کے لئے یہ بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ کہ وہ سوچ سمجھ کر اللہ کے عذابوں سے بچ سکیں اور اس کی رحمت حاصل کر سکیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝٧ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا
كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝٨ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ
رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝٩
دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ
دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٠ ع

جو لوگ ہم سے ملنے کے منکر ہیں اور دنیا کی زندگی پر ریجھے ہوئے ہیں، اسی پر مطمئن ہو بیٹھے ہیں اور جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ○ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، ان کے اعمال کے بدلے ○ یقیناً جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے عمل بھی اچھے کیے ہیں، ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے راہ دے گا، ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی، نعمتوں اور راحتوں والی جنتوں میں ○ جہاں ان کی پکار سبحانک اللھم ہوگی اور جہاں ان کی دعائے خیر السلام علیکم ہوگی، ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ○

نادان و محروم لوگ: ☆☆ (آیت: ۷-۸) جو لوگ قیامت کے منکر ہیں، جو اللہ کی ملاقات کے امیدوار نہیں۔ جو اس دنیا پر خوش ہو گئے ہیں، اسی پر دل لگا لیا ہے، نہ اس زندگی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، نہ اس زندگی کو سودمند بناتے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں۔ اللہ کی پیدا کردہ نشانیوں سے غافل ہیں، اللہ کی نازل کردہ آیتوں میں غور و فکر نہیں کرتے، ان کی آخری جگہ جہنم ہے جو ان کی خطاؤں اور گناہوں کا بدلہ ہے جو ان کے کفر و شرک کی جزا ہے۔

خوش انجام خوش نصیب لوگ: ☆☆ (آیت:۹-۱۰) نیک بختوں کا حال بیان ہو رہا ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔ رسولوں کو مانا' فرماں برداری کی' نیکیوں پر چلتے رہے' انہیں ان کے ایمان کی وجہ سے راہ مل جائے گی۔ پل صراط سے پار ہو جائیں گے' جنت میں پہنچ جائیں گے' نور مل جائے گا۔ جس کی روشنی میں چلیں پھریں گے۔ پس ممکن ہے کہ بایمانهم میں بے سبب کی ہو۔ اور ممکن ہے کہ استعانت کی ہو۔ ان کے اعمال اچھی بھلی صورت اور عطر و خوشبو بن کر ان کے پاس ان کی قبر میں آئیں گے اور انہیں خوشخبری دیں گے۔ یہ پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے تمہارے نیک اعمال۔ پس یہ اپنے ان نورانی عمل کی روشنی میں جنت میں پہنچ جائیں گے۔ اور کافر کا عمل نہایت بدصورت' بدبودار ہو کر اس پر چمٹ جائے گا اور اسے دھکے دے کر جہنم میں لے جائے گا۔ یہ جو چیز کھانا چاہیں گے' اسی وقت فرشتے اسے تیار کر کے لائیں گے۔ انہیں سلام کہیں گے۔ یہ جواب دیں گے اور کھائیں گے۔ کھا کر اپنے رب کی حمد بیان کریں گے۔ ان کے صرف سبحانك اللهم کہتے ہی دس ہزار خادم اپنے ہاتھوں میں سونے کے کٹوروں میں کھانا لے کر حاضر ہو جائیں گے اور یہ سب میں سے کھائے گا۔ ان کا آپس میں بھی تحفہ سلام ہوگا۔ وہاں کوئی لغویات کانوں میں نہ پڑے گی۔ در و دیوار سے سلامتی کی آوازیں آتی رہیں گی۔ رب رحیم کی طرف سے بھی سلامتی کا قول ہوگا۔ فرشتے بھی ہر ایک دروازے سے آ کر سلام کریں گے۔ آخری قول ان کا اللہ کی ثناء ہوگا۔ وہ معبود برحق ہے۔

اول و آخر حمد و تعریف کے سزاوار ہے۔ اسی لئے اس نے اپنی حمد بیان فرمائی۔ مخلوق کی پیدائش کے شروع میں' اس کی بقا میں' اپنی کتاب کے شروع میں' اور اس کے نازل فرمانے کے شروع میں۔ اس قسم کی آیتیں قرآن کریم میں ایک نہیں کئی ایک ہیں جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ الخ وغیرہ۔ وہی اول' آخر دنیا عقبے میں لائق حمد و ثنا ہے۔ ہر حال میں اس کی حمد ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اہل جنت سے تسبیح و حمد اس طرح ادا ہوگی جیسے سانس چلتا رہتا ہے۔ یہ اس لئے کہ ہر وقت نعمتیں' راحتیں' آرام اور آسائش بڑھتا ہوا دیکھیں گے پس لامحالہ حمد ادا ہوگی۔ سچ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں' نہ اس کے سوا کوئی پالنہار ہے۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو برائی پہنچانے میں جلدی کرے جیسی جلدی وہ بھلائی حاصل کرنے میں کرتے ہیں تو اب تک ان کی اجل بھی آ چکی ہوتی' جنہیں ہماری ملاقات کی امید تک نہیں' ہم بھی انہیں ان کی سرکشی میں ہی بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں ○

اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کا تذکرہ فرماتے ہیں: ☆☆ (آیت:۱۱) فرمان ہے کہ میرے الطاف اور میری مہربانیوں کو دیکھو کہ بندے کبھی کبھی تنگ آ کر' گھبرا کر' اپنے لئے' اپنے بال بچوں کے لئے' اپنے مال کے لئے' بددعائیں کر بیٹھتے ہیں لیکن میں انہیں قبول کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ ورنہ وہ کسی گھر کے نہ رہیں جیسے کہ میں انہی چیزوں کی برکت کی دعائیں قبول فرما لیا کرتا ہوں۔ ورنہ یہ تباہ ہو جاتے۔ پس بندوں کو ایسی بددعاؤں سے پرہیز چاہئے۔ چنانچہ مسند بزار کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ اپنی جان و مال پر بددعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی قبولیت کی ساعت موافقت کر جائے اور وہ بددعا قبول ہو جائے۔ اسی مضمون کا بیان آیت وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ الخ میں ہے۔ غرض یہ ہے کہ انسان کا کسی وقت اپنی اولاد مال وغیرہ کے لئے بددعا کرنا کہ اللہ اسے غارت کرے وغیرہ۔ اگر نیک دعاؤں کی طرح قبولیت میں ہی آ جایا کرے تو لوگ برباد ہو جائیں۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ
مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ
أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾
ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ
تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

انسان کو جب کوئی برائی پہنچتی ہے تو لیٹے بیٹھے اور کھڑے ہم سے خوب دعائیں کرنے لگتا ہے۔ لیکن جہاں ہم نے اس سے اس برائی کو دفع کر دیا پھر تو اس بے پرواہی سے چلتا ہے کہ گویا کسی مصیبت کے وقت اس نے ہمیں پکارا ہی نہ تھا' حد سے گزر جانے والوں کے لئے اسی طرح ان کے اعمال مزین کر دیئے جاتے ہیں ○ تم سے پہلے کی بستی والوں نے بھی جب ظلم پر کمر کس لی' ہم نے انہیں تہہ و بالا کر دیا۔ ان کے پاس بھی ان کے رسولوں نے دلیلیں پہنچا دی تھیں لیکن وہ ایسے نہ تھے کہ مان لیں' گنہگار لوگوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ○ ان کے بعد ہم نے اس زمین میں تمہیں ان کا جانشین بنایا ہے کہ ہم دیکھ لیں کہ تم کیسے کچھ عمل کرتے ہو ○

مومن ہر حال میں اللہ کا شکر بجالاتے ہیں: ☆☆ (آیت:۱۲) اسی آیت جیسی آیت وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ہے یعنی جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ سے اپنی تکلیف کے دور ہونے کی التجائیں کرتا ہے۔ لیکن جہاں دعا قبول ہوئی' تکلیف دور ہوئی اور ایسا ہو گیا جیسے کہ نہ اسے کبھی تکلیف پہنچی تھی نہ اس نے کبھی دعا کی تھی۔ ایسے لوگ حد سے گزر جانے والے ہیں اور انہیں اپنے ایسے ہی گناہ اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں ایماندار' نیک اعمال' ہدایت و رشد والے ایسے نہیں ہوتے۔ حدیث شریف میں ہے مومن کی حالت پر تعجب ہے۔ اس کے لئے ہر الٰہی فیصلہ اچھا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اسے تکلیف پہنچی' اس نے صبر و استقامت اختیار کی اور اسے نیکیاں ملیں' اسے راحت پہنچی' اس نے شکر کیا۔ اس پر بھی نیکیاں ملیں۔ یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

ظالم تہہ و بالا ہو گئے: ☆☆ (آیت:۱۳-۱۴) اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ سابقہ اقوام پر تکذیب رسولؑ کی وجہ سے عذاب آئے۔ تہس نہس ہو گئے۔ اب تم ان کے قائم مقام ہو اور تمہارے پاس بھی افضل الرسل آ چکے ہیں۔ اللہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے اعمال کی کیا کیفیت رہتی ہے۔؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' دنیا میٹھی' مزے کی' سبز رنگ والی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں خلیفہ بنا کر دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو؟ دنیا سے ہوشیار رہو۔ اور عورتوں سے ہوشیار رہو۔ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا ہی آیا تھا۔ (مسلم) حضرت عوف بن مالکؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک رسی لٹکائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اسے مکمل تھام لیا' پھر لٹکائی گئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح پوری لے لی۔ پھر منبر کے ارد گرد لوگوں نے ناپنا شروع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین ذراع بڑھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے یہ خواب سن کر فرمایا۔ بس ہٹو بھی۔ ہمیں خوابوں کی کیا حاجت؟ پھر اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا' عوفؓ تمہارا خواب کیا تھا؟ حضرت عوف نے کہا جانے دیجئے۔ جب آپؓ

کو اس کی ضرورت ہی نہیں- آپ نے جب مجھے ڈانٹ دیا پھر اب کیوں پوچھتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا اس وقت تو تم خلیفۃ الرسولؓ کو ان کی موت کی خبر دے رہے تھے- اب بیان کرو- انہوں نے بیان کیا- تو آپ نے فرمایا' لوگوں کا منبر کی طرف تین ذراع ناپنا یہ تھا کہ ایک تو خلیفہ برحق تھا- دوسرا خلیفہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بالکل بے پرواہ تھا- تیسرا خلیفہ شہید ہے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پھر ہم نے تمہیں خلیفہ بنایا کہ ہم تمہارے اعمال دیکھیں- اے عمر کی ماں کے لڑکے تو خلیفہ بنا ہوا ہے' خوب دیکھ بھال لے کہ کیا کیا عمل کر رہا ہے؟ آپ کا فرمان کہ ''میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا'' سے مراد ان چیزوں میں ہے جو اللہ چاہے- شہید ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی' اس وقت مسلمان آپ کے مطیع و فرمانبردار تھے-

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ
بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ
تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ
رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ
عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

جب انکے سامنے ہماری روشن آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو ہماری ملاقات کے منکر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو اسکے سوا کوئی اور قرآن لا یا اسی کو بدل ڈال تو جواب دے کہ یہ مجھ سے تو نہیں ہو سکنے کا کہ اسے میں اپنی طرف سے بدل دوں' میں تو صرف اس وحی کا تابعدار ہوں جو میری طرف بھیجی جائے' مجھے اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن کے عذاب کا ڈر لگا ہوا ہے ○ تو کہہ دے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تمہارے سامنے نہ پڑھتا نہ وہ خود تمہیں اس سے خبردار کرتا- دیکھو نا میں اس سے پہلے بھی تم میں اپنی بڑی عمر گزار چکا ہوں' کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے ○

کفار کی بدترین حجتیں: ☆☆ (آیت: ۱۵-۱۶) مکے کے کفار کا بغض دیکھئے- قرآن سن کر کہنے لگے' اسے تو بدل لا- بلکہ کوئی اور ہی لا- تو جواب دے کہ یہ میرے بس کی بات نہیں- میں تو اللہ کا غلام ہوں- اس کا رسول ہوں- اس کا کہا کہتا ہوں- اگر میں ایسا کروں تو قیامت کے عذاب کا مجھے ڈر ہے- دیکھو اس بات کی دلیل یہ کیا کم ہے کہ میں ایک بے پڑھا لکھا شخص ہوں- تم لوگ استاد کلام ہو لیکن پھر بھی اس کا معارضہ اور مقابلہ نہیں کر سکتے- میری صداقت و امانت کے تم خود قائل ہو- میری دشمنی کے باوجود تم آج تک مجھ پر انگلی نکا نہیں سکتے- اس سے پہلے میں تم میں اپنی عمر کا بڑا حصہ گزار چکا ہوں- کیا پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے؟ شاہ روم ہرقل نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں سے آنحضرت ﷺ کی صفتیں دریافت کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی تم نے اسے جھوٹ کی تہمت لگائی ہے؟ تو اسے باوجود دشمن اور کافر ہونے کے کہنا پڑا کہ نہیں' یہ ہے آپ کی صداقت جو دشمنوں کی زبان سے بھی بے ساختہ ظاہر ہوتی تھی- ہرقل نے نتیجہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں کیسے مان لوں کہ لوگوں کے معاملات میں تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لے- حضرت جعفر بن ابو طالبؓ نے دربار نجاشی میں شاہ حبش سے فرمایا تھا' ہم میں اللہ تعالیٰ نے جس رسولؐ کو بھیجا ہے' ہم اس کی صداقت' امانت' نسب وغیرہ سب کچھ جانتے ہیں' وہ نبوت سے پہلے ہم میں چالیس سال گزار چکے ہیں- سعید بن مسیب سے تینتالیس سال مروی ہیں لیکن

مشہور قول پہلا ہی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا باندھ لے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے' بے شک گنہگار کامیاب نہیں ہوتے ○

مجرم اور ظالموں کا سرغنہ: ☆☆ (آیت:۱۷) اس سے زیادہ ظالم' اس سے زیادہ مجرم' اس سے زیادہ سرکش اور کون ہوگا؟ جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور اس کی طرف نسبت کر کے وہ کہے جو اس نے نہ فرمایا ہو۔ رسالت کا دعویٰ کر دے حالانکہ اللہ نے اسے نہ بھیجا ہو۔ ایسے جھوٹے لوگ تو عامیوں کے سامنے بھی چھپ نہیں سکتے چہ جائیکہ عاقلوں کے سامنے۔ اس گناہ کا کبیرترین ہونا تو کسی سے مخفی نہیں۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی اس سے غافل رہیں۔ یاد رکھو جو بھی منصب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کی صداقت یا جھوٹ اس پر ایسے دلائل قائم کر دیتی ہے کہ اس کا معاملہ بالکل ہی کھل جاتا ہے۔ ایک طرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو لیجئے اور دوسری جانب مسیلمہ کذاب کو رکھیئے تو اتنا ہی فرق معلوم ہوگا جتنا آدھی رات اور دوپہر کے وقت میں۔ دونوں کے اخلاق' عادات' حالات کا معائنہ کرنے والا' حضورؐ کی سچائی اور اس کی غلط گوئی میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح سجاح اور اسود عنسی کا دعویٰ ہے کہ نظر ڈالنے کے بعد کسی کو ان کے جھوٹ میں شک نہیں رہتا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو لوگ آپؐ کے دیکھنے کے لئے گئے۔ میں بھی گیا۔ آپؐ کے چہرے پر نظریں پڑتے ہی میں نے سمجھ لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا نہیں۔ پاس گیا تو سب سے پہلے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلام سنا کہ لوگو سلام پھیلاؤ۔ کھانا کھلاتے رہا کرو۔ صلہ رحمی قائم رکھو۔ راتوں کو لوگوں کی نیند کے وقت تہجد کی نماز پڑھا کرو تو سلامتی کے ساتھ جنت میں جاؤ گے۔ اسی طرح جب سعد بن بکر کے قبیلے کے وفد میں ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پوچھا کہ اس آسمان کا بلند کرنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ۔ اس نے پوچھا ان پہاڑوں کا گاڑنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ۔ اس نے پوچھا اس زمین کا پھیلانے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ۔ تو اس نے کہا میں آپ کو اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے ان آسمانوں کو بلند کیا' ان پہاڑوں کو گاڑ دیا۔ اس زمین کو پھیلا دیا کہ کیا واقعی اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو اپنا رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں اسی اللہ کی قسم ہاں۔ اسی طرح نماز زکوۃ حج اور روزے کی بابت بھی اس نے ایسی ہی تاکیدی قسم دلا کر سوال کیا اور آپ نے بھی قسم کھا کر جواب دیا۔ تب اس نے کہا آپ سچے ہیں۔ اس کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ نہ میں اس پر بڑھاؤں گا اور نہ کم کروں گا۔ پس اس شخص نے صرف اسی پر کفایت کر لی۔ اور جو دلائل آپ کی صداقت کے اس کے سامنے تھے' ان پر اسے اعتبار آ گیا۔ حضرت حسانؓ نے آپؐ کی تعریف میں کتنا اچھا شعر کہا ہے ؎

لو لم تكن فيه ايات مبينته　　كانت بديهته تاتيك بالخير

یعنی حضورؐ میں اگر ظاہر اور کھلی نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو صرف یہی ایک بات کافی تھی کہ چہرہ دیکھتے ہی بھلائی اور خوبی تیری طرف لپکتی ہے۔ فصلوات الله و سلامه عليه۔ برخلاف آپ کے کذاب مسیلمہ کہ جس نے اسے بیک نگاہ دیکھ لیا' اس کا جھوٹ اس پر کھل گیا۔ خصوصاً جس نے اس کے فضول اقوال اور بدترین افعال دیکھ لئے۔ اسے اس کے جھوٹ میں ذرا سا شائبہ بھی نہ رہا۔ جسے وہ اللہ کا کلام کہہ رہا تھا' اس کی بدمزگی' اس کی بے کاری تو اتنی ظاہر ہے کہ اللہ کے کلام کے سامنے پیش کئے جانے کے بھی قابل نہیں۔ لو اب تم ہی انصاف

کرو۔ آیت الکرسی کے مقابلے میں اس ملعون نے یہ آیت بنائی تھی۔ باضفدع بنت صفدعین نقی کم تنقین لا للماء تکدرین و لا الشارب تمنعین یعنی اے مینڈکوں کے بچے مینڈک تو ٹراتا رہ۔ نہ تو پانی خراب کر سکے نہ پینے والوں کو روک سکے۔ اسی طرح اس کے ناپاک کلام کے نمونے میں اس کی بنائی ہوئی ایک آیت ہے۔ کہ لقد انعم الله علی الحبلی اذاخرج منها نسمته تسعی من بین صفاق و حشی اللہ نے حاملہ پر بڑی مہربانی فرمائی کہ اس کے پیٹ سے چلتی پھرتی جان برآمد کی' جھلی اور آنتوں کے درمیان سے۔

سورۃ الفیل کے مقابلے میں وہ پاجی کہتا ہے الفیل و ما ادرك مالفیل له خرطوم طویل یعنی ہاتھی اور کیا جانے تو کیا ہے ہاتھی؟ اس کی بڑی لمبی سونڈ ہوتی ہے۔ والنازعات کا معارضہ کرتے ہوئے یہ کمینہ کہتا ہے والعاجنات عجنا والخابزات خبزا واللاقمات لقما اهالته و سمعان ان قریشا قوم یعتدون یعنی آٹا گوندھنے والیاں اور روٹی پکانے والیاں اور لقمے بنانے والیاں' سالن اور گھی سے۔ قریشی لوگ بہت آگے نکل گئے۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ بچوں کا کھیل ہے یا نہیں؟ شریف انسان تو سوائے مذاق کے ایسی بات منہ سے بھی نہیں نکال سکتا۔ پھر اس کا انجام دیکھئے۔ لڑائی میں مارا گیا۔ اس کا گروہ مٹ گیا۔ اس کے ساتھیوں پر لعنت برسی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس خائب و خاسر ہو کر منہ پر مٹی مل کر پیش ہوئے اور رو دھو کر' توبہ کر کے جوں توں کر کے جان بچائی۔ پھر تو اللہ کے سچے دین کی چاشنی سے ہونٹ چوسنے لگے۔ ایک روز ان سے خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسیلمہ کا قرآن تو سناؤ تو وہ بہت سٹ پٹائے۔ بے حد شرمائے اور کہنے لگے۔ حضرت ہمیں اس ناپاک کلام کے زبان سے نکالنے پر مجبور نہ کیجئے۔ ہمیں تو اس سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ تم ضرور سناؤ تاکہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کی رکاکت اور بے ہودگی معلوم ہو جائے۔ آخر مجبور ہو کر انہوں نے نہایت ہی شرماتے وہ کچھ پڑھا جس کا نمونہ اوپر گزرا کہ کہیں مینڈک کا ذکر ہے' کہیں ہاتھی کا' کہیں روٹی کا' کہیں حمل کا۔ اور وہ سارے ہی ذکر بے سود بے مزہ اور بے کار۔ حضرت ابوبکرؓ نے آخر میں فرمایا' یہ تو بتاؤ تمہاری عقلیں کہاں ماری گئیں تھیں؟ واللہ اسے تو کوئی بیوقوف بھی ایک لمحہ کے لئے کلام اللہ نہیں کہہ سکتا۔ مذکور ہے کہ عمرو بن العاص اپنے کفر کے زمانے میں مسیلمہ کے پاس پہنچا۔ یہ دونوں بچپن کے دوست تھے۔ اس نے پوچھا' کہو عمرو تمہارے ہاں کے نبی پر آج کل جو وحی اتری ہو' اس میں سے کچھ سنا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں' ان کے اصحاب ایک مختصر سی سورت پڑھتے تھے جو میری زبان پر بھی چڑھ گئی لیکن بھائی اپنے مضمون کے لحاظ سے وہ سورت بہت بڑی اور بہت ہی اعلیٰ ہے اور لفظوں کے اعتبار سے بہت ہی مختصر اور بڑی جامع ہے۔ پھر اس نے سورہ والعصر پڑھ سنائی۔ مسیلمہ چپکا ہو گیا۔ بہت دیر کے بعد کہنے لگا' مجھ پر اسی جیسی سورت اتری ہے۔ اس نے کہا ہاں تو بھی سنا دے تو اس نے پڑھا یا وبریا وبرانما انت اذنان و صدر و سائرك حقر لغر یعنی اے وبر جانور تیرے تو بس دو کان ہیں اور سینہ ہے اور باقی جسم تو تیرا بالکل حقیر اور عیب دار ہے۔ یہ سنا کر عمرو سے پوچھتا ہے کہو دوست کیسی کہی؟ اس نے کہا دوست اپنے جھوٹ پر مہر لگا دی۔ اور کیسی کہی؟ پس جب کہ ایک مشرک پر بھی سچے جھوٹے کی تمیز مشکل نہ ہوئی تو ایک صاحب عقل' تمیز دار باایمان پر کیسے یہ بات چھپ سکتی ہے؟ اسی کا بیان آیت وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ الخ میں ہے یعنی اللہ پر جھوٹ افترا کرنے والے یا اس کی طرف وحی نہ آنے کے باوجود وحی آنے کا دعویٰ کرنے والے سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں۔ اسی طرح جو کہے کہ میں بھی اللہ کی طرح کا کلام اتار سکتا ہوں' مندرجہ بالا آیت میں بھی یہی فرمان ہے' پس وہ بڑا ہی ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے' وہ بڑا

ہی ظالم ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے۔ حجت ظاہر ہو جانے پر بھی نہ مانے۔ حدیث میں ہے سب سے بڑا سرکش اور بدنصیب وہ ہے جو کسی نبی کو قتل کرے یا نبی اسے قتل کرے۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾

اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں ضرر پہنچا سکیں نہ نفع دے سکیں۔ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں' ان سے پوچھ تو کیا تم اللہ تعالیٰ کو وہ خبر دے رہے ہو جو وہ نہ تو آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں' وہ پاک اور بلند ہے ہر اس چیز سے جسے یہ شریک ٹھہرا رہے ہیں ○ سب کے سب انسان ایک ہی گروہ تھے۔ پھر اختلاف میں پڑ گئے' اگر پہلے ہی سے تیرے رب کا کلمہ نہ گزر چکا ہوتا تو ان سب کے درمیان ہر اس چیز کا فیصلہ کر دیا جاتا جس میں وہ مختلف ہیں ○

شرک کے آغاز کی روداد: ☆☆ (آیت: ۱۸-۱۹) مشرکوں کا خیال تھا کہ جن کو ہم پوجتے ہیں' یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے۔ اس غلط عقیدے کی قرآن کریم تردید فرماتا ہے کہ وہ کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ ان کی شفاعت تمہیں کچھ کام نہ آئے گی۔ تم تو اللہ کو بھی سکھانا چاہتے ہو گویا جو چیز زمین آسمان میں وہ نہیں جانتا۔ تم اس کی خبر اسے دینا چاہتے ہو۔ یعنی یہ خیال غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک و کفر سے پاک ہے۔ وہ برتر و بری ہے۔ سنو پہلے سب ہی سب اسلام پر تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک دس صدیاں وہ سب لوگ مسلمان تھے۔ پھر اختلاف رونما ہوا اور لوگوں نے تیری میری پرستش شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے سلسلوں کو جاری کیا تا کہ ثبوت و دلیل کے بعد جس کا جی چاہے زندہ رہے' جس کا جی چاہے مر جائے۔ چونکہ اللہ کی طرف سے فیصلے کا دن مقرر ہے۔ حجت تمام کرنے سے پہلے عذاب نہیں ہوتا اس لئے موت موخر ہے ورنہ ابھی ہی حساب چکا دیا جاتا۔ مومن کامیاب رہتے اور کافر ناکام۔

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ ع ۱۰

کہتے ہیں کہ اس پر کوئی نشان اس کے رب کی جانب سے کیوں نہیں اتارا گیا؟ تو کہہ دے کہ غیب کا حال تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اچھا تم منتظر رہو' میں بھی تمہارے ساتھ ہی منتظر ہوں ○

ثبوت صداقت مانگنے والے: ☆☆ (آیت: ۲۰) کہتے ہیں کہ اگر یہ سچا نبی ہے تو جیسے حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی ملی تھی' انہیں ایسا کوئی نشان کیوں نہیں ملا؟ چاہئے تھا کہ یہ صفا پہاڑ کو سونا بنا دیتا یا مکے کے پہاڑوں کو ہٹا کر یہاں کھیتیاں باغ اور نہریں بنا دیتا۔ گو اللہ کی قدرت اس سے عاجز نہیں لیکن اس کی حکمت کا تقاضا وہی جانتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو اپنے نبی کے لئے باغات اور نہریں بنا دے لیکن یہ پھر بھی

قیامت کے منکر ہی رہیں گے۔ اور آخر جہنم میں جائیں گے۔ اگلوں نے بھی ایسے معجزے طلب کئے۔ جب دکھائے گئے' پھر بھی جھٹلایا تو عذاب الٰہی آ گئے۔ آنحضرت ﷺ سے بھی یہی فرمایا گیا تھا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کے منہ مانگے معجزے دکھا دوں لیکن پھر بھی یہ کافر رہے تو غارت کر دیئے جائیں گے اور اگر چاہو تو مہلت دوں۔ آپ نے اپنے حلم و کرم سے دوسری بات ہی اختیار کی۔ یہاں حکم ہوتا ہے کہ غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔ تمام کاموں کا انجام وہی جانتا ہے۔ تم ایمان نہیں لاتے تو نتیجے کے منتظر رہو۔ دیکھو میرا کیا ہوتا ہے اور تمہارا کیا ہوتا ہے؟ آہ کیسے بدنصیب تھے جو مانگتے تھے۔ اس سے بدر جہا بڑھ کر دیکھ چکے تھے اور سب معجزوں کو جانے دو۔ چاند کو ایک اشارے سے دو ٹکڑے کر دینا' ایک ٹکڑے کا پہاڑ کے اس طرف اور دوسرے کا اس طرف چلے آنا کیا یہ معجزہ کسی طرح اور کسی معجزے سے کم تھا؟ لیکن چونکہ ان کا یہ سوال محض کفر کی بناء پر تھا ورنہ یہ بھی اللہ دکھا دیتا۔ جن پر عذاب عملاً آ جاتا ہے' وہ چاہے دنیا بھر کے معجزے دیکھ لیں' انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ اگر ان پر فرشتے اترتے' اگر ان سے مردے باتیں کرتے' اگر ہر ایک چیز ان کے سامنے کر دی جاتی' پھر بھی انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ اسی کا بیان آیت وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ الخ میں آیت وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ الخ اور آیت وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ الخ میں بھی ہوا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھانے بھی بے سود ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے تو کفر پر گرہ لگالی ہے۔ اس لئے فرمادیا کہ آگے چل کر دیکھ لینا کیا ہوتا ہے۔

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم
مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ
مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ
إِذَا كُنتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا
جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا
أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا
مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ
يَبْغُونَ فِى الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ
عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾

لوگوں کو دکھ پہنچنے کے بعد جب ہم سکھ کا مزہ چکھاتے ہیں تو اسی وقت ہماری قدرتوں میں حیلے بنانے لگتے ہیں' تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ تو بہت جلد حیلہ بنا سکتا ہے۔ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے تمہاری حیلہ بازیاں لکھ رہے ہیں ○ اللہ ہی ہے جو تمہیں خشکی تری کے سفر کراتا ہے' یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور باد موافق انہیں بہالے چلتی ہے اور اہل کشتی ہشاش بشاش ہوتے ہیں کہ ناگاہ تیز و تند ناموافق ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور ہر طرف سے موجیں ان کے پاس آنے لگتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ گھیر لئے گئے اسی وقت خالص اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اسی سے دعائیں کرنے لگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس سے بچا لیا تو یقیناً ہم شکر

گزاروں میں ہو جائیں گے ○ پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں خلاصی دی کہ یہ ملک میں ناحق فساد برپا کرنے لگے لوگو! تمہاری سرکشیوں کا وبال خود تم پر ہی ہے۔ اچھا جیتے جی برت لو۔ پھر سب کا لوٹنا تو ہماری ہی طرف ہے۔ پس ہم آپ تمہیں تمہارے کرتوت پر خبردار کریں گے ○

احسان فراموش انسان: ☆☆ (آیت: ۲۱۔۲۳) انسانی ناشکری کا بیان ہو رہا ہے کہ اسے سختی کے بعد کی آسانی' خشک سالی کے بعد کی تر سالی' قحط کے بعد کی بارش اور بھی ناشکرا کر دیتی ہے۔ یہ ہماری آیتوں سے مذاق اڑانے لگتا ہے۔ کیا تو اس وقت ہماری طرف ان کا جھکنا اور کیا اس وقت ان کا اکڑنا نہیں دیکھتا۔ رات کو بارش ہوئی۔ صبح کو حضورؐ نے نماز پڑھائی۔ پھر پوچھا' جانتے بھی ہو رات کو باری تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہؓ نے کہا ہمیں کیا خبر؟ آپؐ نے فرمایا' اللہ کا ارشاد ہوا ہے کہ صبح کو میرے بہت سے بندے ایماندار ہو جائیں گے اور بہت سے کافر۔ کچھ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے لطف و رحم سے بارش ہوئی' وہ مجھ پر ایمان رکھنے والے بن جائیں گے اور ستاروں کی ایسی تاثیروں کے منکر ہو جائیں گے۔ اور کچھ کہیں گے کہ فلاں فلاں نچھتر کی وجہ سے بارش برسائی گئی۔ وہ مجھ سے کافر ہو جائیں گے اور ستاروں پر ایمان رکھنے والے بن جائیں گے۔

یہاں فرماتا ہے کہ جیسے یہ چالبازی ان کی طرف سے ہے' میں بھی اس کے جواب سے غافل نہیں ہوں۔ انہیں ڈھیل دیتا ہوں۔ یہ اسے غفلت سمجھتے ہیں۔ پھر جب پکڑ آ جاتی ہے تو حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ میں غافل نہیں۔ میں نے تو اپنے امین فرشتے چھوڑ رکھے ہیں جو ان کے کرتوت برابر لکھتے جا رہے ہیں۔ پھر میرے سامنے پیش کریں گے۔ میں خود دانا' بینا ہوں لیکن تاہم وہ سب تحریر میرے سامنے ہو گی جس میں ان کے چھوٹے بڑے' برے بھلے سب اعمال ہوں گے۔ اسی اللہ کی حفاظت میں تمہارے خشکی اور تری کے سفر ہوتے ہیں۔ تم کشتیوں میں سوار ہو' موافق ہوائیں چل رہی ہیں' کشتیاں تیر کی طرح منزل مقصود کو جا رہی ہیں۔ تم خوشیاں منا رہے ہو کہ یکایک باد مخالف چلی اور چاروں طرف سے پہاڑوں کی طرح موجیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سمندر میں تلاطم شروع ہو گیا۔ کشتی تنکے کی طرح جھکولے کھانے لگی اور تمہارے کلیجے الٹنے لگے۔ ہر طرف سے موت نظر آنے لگی۔ اس وقت سارے بنے بنائے معبود اپنی جگہ دھرے رہ گئے اور نہایت خشوع و خضوع سے صرف مجھ سے دعائیں مانگی جانے لگیں۔ وعدے کیے جانے لگے کہ اب کے اس مصیبت سے نجات مل جانے کے بعد شکر گزاری میں باقی عمر گزار دیں گے۔ توحید میں لگے رہیں گے۔ کسی کو اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے۔ آج سے خالص توبہ ہے۔

لیکن ادھر نجات ملی' کنارے پر اترے' خشکی میں چلے پھرے کہ اس مصیبت کے وقت کو' اس خالص دعا کو' پھر اقرار شکر و توحید کو یکسر بھول گئے اور ایسے ہو گئے گویا ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ ہم سے کبھی معاملہ پڑا ہی نہ تھا۔ ناحق اکڑفوں کرنے لگے' مستی میں آ گئے۔ لوگو تمہاری اس سرکشی کا وبال تم پر ہی ہے۔ تم اس سے دوسروں کا نہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' وہ گناہ جس پر یہاں بھی اللہ کی پکڑ نازل ہو اور آخرت میں بھی بدترین عذاب ہو' فساد و سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ تم اس دنیائے فانی کے تھوڑے سے معمولی برائے نام فائدے تو چاہے اٹھا لو لیکن آخر انجام تو میری طرف ہی ہے۔ میرے سامنے آؤ گے' میرے قبضے میں ہو گے۔ اس وقت ہم آپ تمہیں تمہاری بداعمالیوں پر متنبہ کریں گے۔ ہر ایک کو اس کے کیے اعمال کا بدلہ دیں گے لہٰذا اچھائی پا کر ہمارا شکر کرو اور برائی دیکھ کر اپنے سوا کسی اور کو ملامت اور الزام نہ دو۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾
وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

دنیا کی زندگی کی مثال تو بالکل بارش جیسی ہے جسے ہم آسمان سے برساتے ہیں۔ پھر اس سے زمین کا سبزہ اور روئیدگی مل جل کر وہ چیزیں اگتی ہیں جو انسان بھی کھاتے ہیں اور چوپائے بھی' یہاں تک کہ جب زمین سرسبز ہو کر آراستہ پیراستہ ہوگئی اور وہاں کے رہنے والوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب ہم اس سے نفع پانے پر قادر ہو گئے کہ ناگہاں امر الٰہی اس پر رات کو یا دن کو آ پہنچا اور ہم نے اسے جڑ سے اکھیڑ پھینکا اس طرح کہ گویا کل کچھ بھی نہ تھا' غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس طرح ہم کھول کھول کر اپنی نشانیاں بیان فرما دیتے ہیں ○ اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلا رہا ہے' اور جسے چاہتا ہے راہ راست پر لا کھڑا کر دیتا ہے ○

دنیا اور اس کی حقیقت: ☆☆ (آیت: ۲۴-۲۵) دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور اس کی دو گھڑی کی سہانی رونق' پھر اس کی بربادی اور بے رونقی کی مثال زمین کے سبزے سے دی جا رہی ہے کہ بادل سے پانی برسا۔ زمین لہلہا اٹھی۔ طرح طرح کی سبزیاں' چارے' پھل پھول' کھیت' باغات' پیدا ہو گئے۔ انسانوں کے کھانے کی چیزیں جانوروں کے چرنے چگنے کی چیزیں چاروں طرف پھیل پڑیں' زمین سرسبز ہو گئی' ہر چہار طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آنے لگی' کھیتی والے خوش ہو گئے۔ باغات والے پھولے نہیں سماتے کہ اب کے پھل اور اناج بکثرت ہے۔ ناگہاں آندھیوں کے جھکڑ چلنے لگے' برف باری ہوئی' اولے گرے' پالہ پڑا' پھل چھوڑ' پتے بھی جل گئے۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے' تازگی خشکی سے بدل گئی' پھل ٹھٹھر گئے' جل گئے' کھیت و باغات ایسے ہو گئے کہ گویا تھے ہی نہیں۔ اور جو چیز کل تھی بھی' آج نہیں تو گویا کل بھی نہ تھی۔

حدیث میں ہے' بڑے دنیا دار کروڑ پتی کو جو ہمیشہ ناز و نعمت میں ہی رہا تھا' لا کر جہنم میں ایک غوطہ دے کر پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کہو تمہاری زندگی کیسی گزری؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے تو کبھی کوئی راحت نہیں دیکھی۔ کبھی آرام کا نام بھی نہیں سنا۔ اسی طرح دنیا کی زندگی میں ایک گھڑی بھی جس پر آرام کی نہیں گزری تھی' اسے لایا جائے گا۔ جنت میں ایک غوطہ دلا کر پوچھا جائے گا کہ کہو دنیا میں کیسے رہے؟ جواب دے گا کہ پوری عمر کبھی رنج و غم کا نام بھی نہیں سنا۔ کبھی تکلیف اور دکھ دیکھا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح عقلمندوں کے لئے واقعات واضح کرتا ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کر لیں۔ ایسا نہ ہو اس فانی چند روزہ دنیا کے ظاہری چکر میں پھنس جائیں اور اس ڈھل جانے والے سائے کو اصلی اور پائیدار سمجھ لیں۔ اس کی رونق دو روزہ ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو اپنے چاہنے والوں سے بھاگتی ہے۔ اور نفرت کرنے والوں سے لپٹتی ہے۔ دنیا کی زندگی کی مثال اسی طرح ہے۔ اور بھی بہت سی آیتوں میں بیان ہوئی ہے مثلاً سورہ کہف کی آیت وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ

الدُّنْیَا الخ میں اور سورہ زمر اور سورہ حدید میں۔ خلیفہ مراون بن حکم نے ممبر پر وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَا وما كان الله لیهلکھم الا بذنوب اهلها الخ' پڑھ کر فرمایا' میں نے تو اسی طرح پڑھی ہے لیکن قرآن میں یہ لکھی ہوئی نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کے صاحبزادے نے فرمایا' میرے والد بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔ ابن عباسؓ کے پاس جب آدمی بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا' ابی بن کعب کی قرأت بھی یونہی ہے۔ لیکن یہ قرات غریبہ ہے۔ اور گویا یہ جملہ تفسیر یہ ہے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف اپنے بندوں کو بلاتا ہے جو دنیا کی طرح فانی نہیں بلکہ باقی ہے۔ دنیا کی طرح دو دن کے لئے زینت دار نہیں بلکہ ہمیشہ کی نعمتوں اور ابدی راحتوں والی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ مجھ سے کہا گیا تیری آنکھیں سو جائیں۔ تیرا دل جاگتا رہے اور تیرے کان سنتے رہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر فرمایا گیا' ایک سردار نے ایک گھر بنایا۔ وہاں دعوت کا انتظام کیا۔ ایک بلانے والے کو بھیجا۔ پس جس نے اس کی دعوت قبول کی۔ گھر میں داخل ہوا اور دسترخوان سے کھانا کھایا۔ جس نے نہ قبول کی نہ اسے اپنے گھر میں آنا ملا نہ دعوت کا کھانا میسر ہوا نہ سردار اس سے خوش ہوا۔ پس اللہ سردار ہے اور گھر اسلام ہے اور دسترخوان جنت ہے اور بلانے والے حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ روایت مرسل ہے۔ دوسری متصل بھی ہے۔ اس میں ہے کہ ایک دن ہمارے مجمع میں آ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خواب میں میرے پاس جبرئیل و میکائیل آئے۔ جبرئیلؑ سرہانے اور میکائیلؑ پیروں کی طرف کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا' اس کی مثال بیان کرو۔ پھر یہ مثال بیان کی' پس جس نے تیری دعوت قبول کی' وہ اسلام میں داخل ہوا اور جو اسلام لایا' وہ جنت میں پہنچا اور وہاں کھایا پیا۔ ایک حدیث میں ہے' ہر دن سورج کے طلوع ہونے کے وقت اس کے دونوں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو با آواز بلند انسانوں اور جنوں کے سوا سب کو سنا کر کہتے ہیں کہ لوگو اپنے رب کی طرف آؤ۔ جو کم ہو یا کافی ہو' وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔ قرآن فرماتا ہے' لوگو اللہ تعالیٰ تمہیں دار السلام کی طرف بلاتا ہے (ابن ابی حاتم اور ابن جریر)

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ ۭ وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶ وَالَّذِیْنَ كَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَاۗءُ سَیِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷

نیکیاں کرنے والوں کے لئے بھلائی بھی ہے اور زیادتی بھی' نہ تو ان کے چہروں پر سیاہی ہو گی اور نہ ذلت' یہ تو جنتی لوگ ہیں جو وہاں ہمیشہ رہیں گے ○ جنہوں نے برائی کی ہے' انہیں انہی برائیوں کے برابر کا بدلہ ملے گا۔ انہیں ذلت ڈھانپ لے گی' انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا' گویا کہ ان کے چہرے رات کے سیاہ ٹکڑے سے ڈھانپ دیئے گئے ہیں۔ یہ جہنمی لوگ ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے ○

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی: ☆☆ (آیت: ۲۶) یہاں جس نے نیک اعمال کئے اور باایمان رہا' وہاں اسے بھلائیاں اور نیک بدلے ملیں گے۔ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ ایک ایک نیکی بڑھا چڑھا کر زیادہ ملے گی۔ ایک کے بدلے سات سات سو تک۔ جنت'

حور، قصور وغیرہ وغیرہ آنکھوں کی طرح طرح کی ٹھنڈک دل کی لذت اور ساتھ ہی اللہ عزوجل کے چہرے کی زیارت۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کا لطف ورحم ہے۔ بہت سے سلف خلف صحابہؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ زیادہ سے مراد اللہ عزوجل کا دیدار ہے۔ حضورؐ نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے اور اس وقت ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا کہ اے جنتیو! تم سے اللہ کا ایک وعدہ ہوا تھا۔ اب وہ بھی پورا ہونے کو ہے۔ یہ کہیں گے الحمدللہ ہمارے میزان بھاری ہو گئے، ہمارے چہرے نورانی ہو گئے، ہم جنت میں پہنچ گئے۔ ہم جہنم سے دور ہو گئے۔ اب کیا چیز باقی ہے؟ اسی وقت حجاب ہٹ جائے گا اور یہ اپنے پاک پروردگار کا دیدار کریں گے۔ واللہ کسی چیز میں انہیں وہ لذت وسرور نہ حاصل ہوا ہو گا جو دیدار اللہ میں ہو گا۔ (مسلم وغیرہ) اور حدیث میں ہے کہ منادی کہے گا، حسنیٰ سے مراد جنت تھی اور زیادت سے مراد دیدار اللہ تھا۔ ایک حدیث میں یہ فرمان رسول ﷺ سے بھی مروی ہے۔ میدان محشر میں ان کے چہروں پر نہ سیاہی ہو گی نہ ذلت ہو گی جیسے کہ کافروں کے چہروں پر یہ دونوں چیزیں ہوں گی۔ غرض ظاہری اور باطنی اہانت سے وہ دور ہوں گے۔ چہرے پرنور، دل راحتوں سے مسرور۔ اللہ ہمیں بھی انہی میں کرے۔ آمین۔

ایک تقابلی جائزہ: ☆☆ (آیت:۲۷) نیکوں کا حال بیان فرما کر اب بدوں کا حال بیان ہو رہا ہے۔ ان کی نیکیاں بڑھا کر ان کی برائیاں برابر ہی رکھی جائیں گی۔ نیکی کم مگر بدکاریاں ان کے چہروں پر سیاہیاں بن کر چڑھ جائیں گی، ذلت وپستی سے ان کے منہ کالے پڑ جائیں گے۔ یہ اپنے مظالم سے اللہ کو بے خبر سمجھتے رہے حالانکہ انہیں اس دن تک کی ڈھیل ملی تھی، آج آنکھیں چڑھ جائیں گی، شکلیں بگڑ جائیں گی۔ کوئی نہ ہو گا جو کام آئے اور عذاب سے بچائے۔ کوئی بھاگنے کی جگہ نہ نظر آئے گی۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ کافروں کے چہرے ان کے کفر کی وجہ سے سیاہ ہوں گے، اب کفر کا مزہ اٹھاؤ۔ مومنوں کے منہ نورانی اور چمکیلے، گورے اور صاف ہوں گے، کافروں کے چہرے ذلیل اور پست ہوں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾

ع ۱۰/۸

اس دن سے ڈرو جس دن ہم تمام مخلوق کا حشر کریں گے۔ پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہرگز ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ○ ہم میں اور تم میں اللہ تعالیٰ پورا شاہد ہے۔ ہم تو تمہاری عبادت سے بالکل ہی غافل تھے ○ وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو آگے بھیجا اور سب کے سب اپنے سچے اور حقیقی مالک کی طرف رجوع ہوں گے اور جو کچھ جھوٹ باندھ لیا کرتے تھے، وہ سب کچھ ان سے گم ہو جائے گا ○

میدان حشر میں سبھی موجود ہوں گے: ☆☆ (آیت:۲۸-۳۰) مومن کافر، نیک بد، جن اور انسان سب میدان قیامت میں اللہ کے

سامنے جمع ہوں گے۔ سب کا حشر ہوگا۔ ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر مشرکوں کو اور ان کے شریکوں کو الگ کھڑا کر دیا جائے گا۔ ان مجرموں کی جماعت مومنوں سے الگ ہو جائے گی۔ سب جدا جدا گروہ میں بٹ جائیں گے۔ ایک سے ایک الگ ہو جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود فیصلوں کے لئے تشریف لائے گا۔ مومن سفارش کر کے اللہ کو لائیں گے کہ وہ فیصلے فرمادے۔ یہ امت ایک اونچے ٹیلے پر ہوگی۔ مشرکین کے شرکا اپنے عابدوں سے بے زاری ظاہر کریں گے۔ اسی طرح خود مشرکین بھی ان سے انجان ہو جائیں گے۔ سب ایک دوسرے سے انجان بن جائیں گے۔ اب بتلاؤ ان مشرکوں سے بھی زیادہ کوئی بہکا ہوا ہے کہ انہیں پکارتے رہے جو آج تک ان کی پکار سے بھی غافل رہے اور آج ان کے دشمن بن کر مقابلے پر آ گئے۔ صاف کہا کہ تم نے ہماری عبادت نہیں کی۔ ہمیں کچھ خبر نہیں، ہم تمہاری عبادتوں سے بالکل غافل رہے۔ اسے اللہ خوب جانتا ہے نہ ہم نے اپنی عبادت کو تم سے کہا تھا نہ ہم اس سے کبھی خوش رہے۔ تم اندھی، نہ سنتی، بے کار چیزوں کو پوجتے رہے جو خود ہی بے خبر تھے، نہ وہ اس سے خوش نہ ان کا یہ حکم۔ بلکہ تمہاری پوری حاجت مندی کے وقت تمہارے شرک کے منکر تمہاری عبادتوں کے منکر بلکہ تمہارے دشمن۔ اس حی وقیوم، سمیع وبصیر، قادر ومالک، وحدہ لاشریک کو تم نے چھوڑ دیا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہ تھا۔ جس نے رسول بھیج کر تمہیں توحید سکھائی اور سنائی تھی۔ سب رسولوں کی زبانی کہلوایا تھا کہ میں ہی معبود ہوں۔ میری ہی عبادت واطاعت کرو۔ سوائے میرے کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ ہر قسم کے شرک سے بچو۔ کبھی کسی طرح بھی مشرک نہ بنو۔ وہاں ہر شخص اپنے اعمال دیکھ لے گا۔ اپنی بھلائی برائی معلوم کر لے گا۔ نیک وبد سامنے آ جائے گا۔ اسرار بے نقاب ہوں گے۔ کھل پڑیں گے۔ اگلے پچھلے چھوٹے بڑے کام سامنے ہوں گے۔ نامہ اعمال کھلے ہوئے ہوں گے، ترازو چڑھی ہوئی ہوگی۔ آپ اپنا حساب کر لے گا۔ تَبْلُوْا کی دوسری قرأت تَتْلُوْا بھی ہے۔ اپنے کرتوت کے پیچھے ہر شخص ہوگا۔ حدیث میں ہے، ہر امت کو حکم ہوگا کہ اپنے اپنے معبودوں کے پیچھے چل کھڑی ہو جائے۔ سورج پرست سب سورج کے پیچھے ہوں گے، چاند پرست چاند کے پیچھے، بت پرست بتوں کے پیچھے۔ سارے کے سارے حق تعالیٰ مولائے برحق کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ تمام کاموں کے فیصلے اس کے ہاتھ ہوں گے۔ اپنے فضل سے نیکوں کو جنت میں اور اپنے عدل سے بدوں کو جہنم میں لے جائے گا۔ مشرکوں کی ساری افترا پردازیاں رکھی کی رکھی رہ جائیں گی۔ بھرم کھل جائیں گے۔ پردے اٹھ جائیں گے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ
اِلَّا الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَي
الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

پوچھ تو کہ تم سب کو آسمان وزمین سے روزیاں کون پہنچا رہا ہے؟ اور کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون ہے جو زندے کو مردے سے اور مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور کون ہے جو تمام کاموں کا انتظام کرتا ہے، اس کا جواب ان کے پاس یہی ہے کہ صرف اللہ ہی، تو کہہ دے کہ کیا پھر تم بچتے نہیں ہو؟ ○ یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا سچا، پس حق کے بعد گمراہی کے سوا اور ہے ہی کیا؟ پس تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ ○ اسی طرح تیرے رب کی بات نافرمانوں پر ثابت ہو

چکی ہے کہ وہ ایمان لائیں گے ہی نہیں ○

اللہ کی الوہیت کے منکر: ☆☆ (آیت: ۳۱-۳۳) اللہ کی ربوبیت کو مانتے ہوئے الوہیت اللہ کا انکار کرنے والے قریشیوں پر حجت اللہ پوری ہو رہی ہے کہ ان سے پوچھو گے کہ آسمانوں سے بارش کون برساتا ہے؟ پھر اپنی قدرت سے زمین کو پھاڑ کر کھیتی اور باغ کون اگاتا ہے؟ دانے اور پھل کون پیدا کرتا ہے؟ اس کے جواب میں یہ سب کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی۔ اس کے ہاتھ میں ہے چاہے روزی دے چاہے روک لے۔ کان آنکھیں بھی اس کے قبضے میں ہیں۔ دیکھنے کی سننے کی حالت بھی اسی کی دی ہوئی ہے۔ اگر وہ چاہے اندھا بہرا بنا دے۔ پیدا کرنے والا وہی اعضا کا دینے والا وہی۔ وہ اس قوت کو چھین لے تو کوئی نہیں دے سکتا۔ اس کی قدرت وعظمت کو دیکھو کہ مردے سے زندے کو پیدا کر دے۔ زندے سے مردے کو نکالے۔ وہی تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ ہر چیز کی بادشاہت اسی کے ہاتھ ہے۔ سب کو وہی پناہ دیتا ہے اس کے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ وہی متصرف وحاکم ہے۔ کوئی اس سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ وہ سب پر حاکم ہے' آسمان وزمین اس کے قبضے میں' ہر تر وخشک کا مالک وہی ہے۔ عالم بالا اور سفلی اسی کا ہے۔ کل انس وجن' فرشتے اور مخلوق اس کے سامنے عاجز وبے کس ہیں۔ ہر ایک پست ولاچار ہے۔ ان سب باتوں کا ان مشرکین کو بھی اقرار ہے۔ پھر کیا بات ہے جو یہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار نہیں کرتے۔ جہالت وعبادت سے دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ فاعل خود مختار اللہ کو جانتے ہوئے' رب ومالک مانتے ہوئے' معبود سمجھتے ہوئے پھر بھی دوسروں کی پوجا کرتے ہیں۔ وہی ہے تم سب کا سچا معبود۔ اللہ تعالیٰ حق وکیل ہے۔ اس کے سوائے تمام معبود باطل ہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ بے شریک ہے۔ مستحق عبادت صرف وہی ہے۔ حق ایک ہی ہے۔ اس کے سوا سب کچھ باطل ہے۔ پس تمہیں اس کی عبادت سے ہٹ کر دوسروں کی عبادت کی طرف نہ جانا چاہئے' یاد رکھو وہی رب العلمین ہے۔ وہی ہر چیز میں متصرف ہے۔ کافروں پر اللہ کی بات ثابت ہو چکی ہے' ان کی عقل ماری گئی ہے۔ خالق' رازق' متصرف' مالک صرف اللہ کو مانتے ہوئے اس کے رسولوں کا خلاف کر کے اس کی توحید کو نہیں مانتے۔ اپنی بدبختی سے جہنم کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں' انہیں ایمان نصیب نہیں ہوگا۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ
اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳۴ قُلْ هَلْ مِنْ
شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ
اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ
اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ
اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶

کہہ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ابتداً مخلوق کو پیدا کرے۔ پھر دوبارہ اسے لوٹا دے؟ کہہ دے کہ اللہ ہی مخلوق کو ابتدا میں پیدا کرتا ہے اور وہی پھر اس کا اعادہ کرتا ہے' سو تم کہاں سے الٹے پھرے جاتے ہو؟ ○ پوچھ کہ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو دین حق کی راہ دکھا سکے؟ کہہ دے کہ اللہ

ہی دین حق کی رہبری کرتا ہے- پس جو حق کی راہ دکھائے- وہ پیروی کیے جانے کے زیادہ لائق ہے یا وہ جو خود ہی بغیر راہ دکھائے راہ نہ پاسکے' تمہیں کیا ہو گیا' کیسا انصاف کرتے ہو؟ ○ ان میں کے اکثر تو صرف اٹکل پر ہی چلتے ہیں' ظاہر ہے کہ اٹکل اور گمان معرفت حق میں کچھ بھی کام نہیں دیتے' جو کام یہ کرتے ہیں سب سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے ○

مصنوعی معبودوں کی حقیقت : ☆☆ (آیت:۳۴-۳۶) مشرکوں کے شرک کی تردید ہو رہی ہے کہ بتلاؤ تمہارے معبودوں میں سے ایک بھی ایسا ہے جو آسمانوں و زمین کو اور مخلوق کو پیدا کر سکے- یا بگاڑ کر بنا سکے نہ ابتدا پر کوئی قادر نہ اعادہ پر کوئی قادر- بلکہ اللہ ہی ابتدا کرے وہی اعادہ کرے- وہ اپنے تمام کاموں میں یکتا ہے- پس تم طریق حق سے گھوم کر راہ ضلالت کی طرف کیوں جا رہے ہو- کہو تو تمہارے معبود کسی بھٹکے ہوئے کی رہبری کر سکتے ہیں؟ یہ بھی ان کے بس کی بات نہیں بلکہ یہ بھی اللہ کے ہاتھ ہے- ہادی برحق وہی ہے' وہی گمراہوں کو راہ راست دکھاتا ہے' اس کے سوا کوئی ساتھی نہیں- پس جو رہبری تو کیا کرے خود ہی اندھا بہرا ہو' اس کی تابعداری ٹھیک؟ یا اس کی اطاعت اچھی جو سچا ہادی' مالک کل' قادر کل ہو؟ یہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ ان کی پوجا کیوں کرتا ہے؟ جو نہ سنیں نہ دیکھیں نہ کوئی فائدہ دے سکیں- اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ تم ان کی پوجا کرتے ہو جنہیں خود اپنے ہاتھوں بناتے ہو- حالانکہ تمہارا اور تمہارے کام کی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے- یہاں فرماتا ہے تمہاری عقلیں کیا اوندھی ہو گئیں کہ خالق و مخلوق کو ایک کر دیا' نیکی سے ہٹ کر بدی میں جا گرے' توحید سے چھوڑ کر شرک میں پھنس گئے- اس کو اور اس کو پوجنے لگے- رب جل جلالہ مالک و حاکم و ہادی و رب سے بھٹک گئے- اس کی طرف خلوص اور دلی توجہ چھوڑ دی- دلیل و برہان سے ہٹ گئے- مغالطوں اور تقلید میں پھنس گئے- گمان اور اٹکل کے پیچھے پڑ گئے- وہم و خیال کی بھنور میں آ گئے- حالانکہ ظن و گمان فضول چیز ہے- حق کے سامنے وہ محض بے کار ہے- تمہیں اس سے کوئی فائدہ پہنچ نہیں سکتا- اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے اعمال سے باخبر ہے- وہ انہیں پوری سزا دے گا-

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ
مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ
وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

یہ قرآن ایسا کلام نہیں کہ اللہ کے سوا اور کی طرف سے گھڑا ہوا ہو بلکہ یہ تو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرنے والا ہے اور تفصیل ہے شریعت کی کتاب کی جس کے اللہ رب العالمین کی طرف سے ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں ○ کیا یہ کہتے ہیں کہ اسی نے اسے گھڑ لیا ہے؟ تو جواب دے کہ پھر تم بھی تو اس کی کسی سورت کی مثال بنا کر لاؤ- ہاں تم اللہ کے سوا اور جس جس کو چاہو بلا بھی لینا اگر تم سچے ہو ○

اعجاز قرآن حکیم : ☆☆ (آیت:۳۷-۳۸) قرآن کریم کے اعجاز کا اور قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کا بیان ہو رہا ہے کہ کوئی اس کا بدل اور مقابلہ نہیں کر سکتا- اس جیسا قرآن بلکہ اس جیسی دس سورتیں بلکہ ایک سورت بھی کسی کے بس کی نہیں- یہ بے مثل قرآن بے مثل اللہ کی طرف سے ہے- اس کی فصاحت و بلاغت' اس کی وجاہت و حلاوت' اس کے معنوں کی بلندی' اس کے مضامین کی عمدگی بالکل بے نظیر چیز ہے- اور یہی دلیل ہے اس کی کہ یہ قرآن اس اللہ کی طرف سے ہے جس کی ذات بے مثل' صفتیں بے مثل' جس کے اقوال بے مثل' جس کے

افعال بے مثل، جس کا کلام اس سے عالی اور بلند کہ مخلوق کا کلام اس کے مشابہ ہو سکے۔ یہ کلام تو رب العلمین کا ہی کلام ہے نہ کوئی اور اسے بنا سکے نہ یہ کسی اور کا بنایا ہوا۔ یہ تو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے ان پر نگہبانی کرتا ہے ان کا اظہار کرتا ہے ان میں جو تحریف' تبدیل تاویل ہوئی ہے اسے بے حجاب کرتا ہے حلال حرام' جائز ناجائز غرض کل امور شرع کا شافی اور پورا بیان فرماتا ہے۔ پس اس کے کلام اللہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے اس میں اگلی خبریں ہیں اس میں آنے والی پیش گوئیاں ہیں اور آنے والی خبریں ہیں۔ سب جھگڑوں کے فیصلے ہیں۔ سب احکام کے حکم ہیں۔ اگر تمہیں اس کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے' تم اسے گھڑا ہوا سمجھتے ہو اور کہتے ہو کہ محمد ﷺ نے اپنی طرف سے کہہ لیا ہے تو جاؤ تم سب مل کر ایک ہی سورۃ اس جیسی بنا لاؤ اور کل انسانوں اور جنوں سے مدد بھی لے لو۔ یہ تیسرا مقام ہے جہاں کفار کو مقابلے پر بلا کر عاجز کیا گیا ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہوں تو اس کے مقابلے میں اسی جیسا کلام پیش کریں۔ لیکن یہ ہے ناممکن۔ یہ خبر بھی ساتھ ہی دے دی تھی کہ انسان و جنات سب جمع ہو جائیں' ایک دوسرے کا ساتھ دیں لیکن اس قرآن جیسا بنا کر پیش نہیں کر سکتے۔ اس پورے قرآن کے مقابلہ سے جب وہ عاجز و لاچار ثابت ہو چکے تو ان سے مطالبہ ہوا کہ اس جیسی صرف دس سورتیں ہی بنا کر لاؤ۔ سورہ ہود کے شروع کی آیت قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ الخ میں یہی فرمان ہے۔ جب یہ بھی ان سے نہ ہو سکا تو اور آسانی کر دی گئی اور سورہ بقرۃ میں جو مدنی ہے' فرمایا کہ اچھا ایک ہی سورت اس جیسی بنا کر پیش کرو۔ وہاں بھی ساتھ ہی فرمایا کہ نہ یہ تمہارے بس کی بات نہ ساری مخلوق کے بس کی بات۔ پس اس الہامی کتاب کو جھٹلا کر عذاب الٰہی مول نہ لو۔ اس وقت کلام کی فصاحت و بلاغت پر پورا زور تھا۔ عرب اپنے مقابلے میں سارے جہاں کو عجم یعنی گونگا کہا کرتے تھے۔ اپنی زبان پر بڑا گھمنڈ تھا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ قرآن اتارا کہ سب سے پہلے انہی شاعروں اور زبان دانوں اور عالموں کی گردنیں اس کے سامنے خم ہوئیں جیسے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے نے کہ مردوں کو بحکم الٰہی جلا دینا۔ مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو بحکم اللہ شفا دے دینا' دنیا کے سب سے پہلے معالجوں اور اطباء کو راہ اللہ پر لا کھڑا کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ کام دوا کا نہیں' اللہ کا ہے۔ جادوگروں نے سانپ کو جو حضرت موسیٰ کی لکڑی تھی' دیکھتے ہی آپ کی نبوت کا یقین کر لیا اور عاجز و درماندہ ہو گئے۔ اسی طرح اس قرآن نے فصیح و بلیغ لوگوں کی زبانیں بند کر دیں۔ ان کے دلوں میں یقین آ گیا کہ بے شک یہ کلام انسان کا کلام نہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں نبیوں کو ایسے معجزے دیئے گئے کہ ان کی وجہ سے لوگ ان پر ایمان لائے۔ میرا ایسا معجزہ قرآن ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع۱۰

بلکہ یہ تو اسے جھٹلانے لگے جس کے علم کو نہیں پہنچے اور نہ اب تک اس کی حقیقت ان کے پاس پہنچی ہے' ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی اسی طرح جھٹلایا تھا۔ پس تو آپ دیکھ لے کہ ان ظالموں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ ○ ان میں سے بعض تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور بعض نہیں لاتے' تیرا رب فسادیوں کو خوب جانتا ہے ○

(آیت: ۳۹۔۴۰) پس مجھے امید ہے کہ میرے تابعدار بہ نسبت ان کے بہت ہی زیادہ ہوں گے۔ یہ (کافر) لوگ بغیر سوچے

سمجھے' بغیر علم حاصل کئے اسے جھٹلانے لگے۔ اب تک تو اس کے مصداق اور حقیقت تک بھی یہ نہیں پہنچے۔ اپنی جہالت وسفاہت کی وجہ سے اس کی ہدایت' اس کے علم سے محروم رہ گئے اور چلانا شروع کر دیا کہ ہم اسے نہیں مانتے۔ ان سے پہلے کی امتوں نے بھی اللہ کے کلام کو اسی طرح جھٹلا دیا تھا جس بنا پر وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ تو آپ نے دیکھ لیا کہ ان کا کیسا برا انجام ہوا۔ کس طرح ان کے پرخچے اڑے؟ ہمارے رسولوں کو ستانے ان کے نہ ماننے کا کبھی انجام اچھا نہیں ہوتا۔ تمہیں ڈرنا چاہئے کہیں انہی آفتوں کا نشانہ تم بھی نہ بنو۔ تیری امت کے بھی بعض لوگ تو اس پر ایمان لائے ہیں' تجھے رسول برحق مانا ہے۔ تیری باتوں سے نفع اٹھا رہے ہیں۔ اور بعض ایمان سے رہ گئے ہیں۔ خیر سے خالی ہو گئے ہیں۔ تیرا رب مفسدوں کو بخوبی جانتا ہے۔ گمراہ اور نیک راہ اس پر ظاہر ہیں۔ ہدایت اور ضلالت کے مستحق اس کے سامنے ہیں۔ وہ عادل ہے' ظالم نہیں۔ ہر ایک کو اس کا حصہ دیتا ہے۔ وہ برکت اور بلندی والا' پاک اور انتہائی حسن والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــُٔوْنَ
مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ
اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ
اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـــًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

اگر یہ لوگ تجھے جھٹلائیں تو تو کہہ دے کہ میرے لئے میرا کام ہے اور تمہارے لئے تمہارا کام ہے۔ تم اس سے بری ہو جو میں کرتا ہوں اور میں اس کا ذمے دار نہیں جو تم کر رہے ہو ○ ان میں ایسے بھی ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں' تو کیا تو بہروں کو سنائے گا اگرچہ وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں؟ ○ اور ان میں سے بعض تیری طرف دیکھنے لگتے ہیں' تو کیا اندھوں کو راہ دکھلائے گا گو وہ دیکھتے بھی نہ ہوں ○ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا' لیکن لوگ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کرتے ہیں ○

مشرکین سے اجتناب فرمالیجئے: ☆☆ (آیت: ۴۱-۴۴) فرمان ہوتا ہے کہ اے نبیؐ اگر یہ مشرکین تجھے جھوٹا ہی بتلاتے رہیں تو تو ان سے اور ان کے کاموں سے اپنی بے زاری کا اعلان کر دے اور کہہ دے کہ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ' میرے اعمال میرے ساتھ۔ جیسے کہ سورہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ میں بیان ہوا ہے۔ اور جیسے کہ حضرت خلیل اللہ اور آپ کے ساتھیوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بے زار ہیں جنہیں تم نے اللہ کے سوا اپنے معبود بنا رکھا ہے۔ ان میں سے بعض تیرا پاکیزہ کلام بھی سنتے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ کا بلند و بالا کلام بھی ان کے کانوں میں پڑ رہا ہے۔ لیکن ہدایت نہ تیرے ہاتھ نہ ان کے ہاتھ۔ گو یہ فصیح وصحیح کلام دلوں میں گھر کرنے والا' انسانوں کو پورا نفع دینے والا ہے' یہ کافی اور وافی ہے لیکن بہروں کو کون سنا سکے؟ یہ دل کے کان نہیں رکھتے۔ اللہ ہی کے ہاتھ ہدایت ہے۔ یہ تجھے دیکھتے ہیں' تیرے پاکیزہ اخلاق' تیری ستھری تعلیم' تری نبوت کی روشن دلیلیں ہر وقت ان کے سامنے ہیں لیکن ان سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ مومن تو انہیں دیکھ کر ایمان بڑھاتے ہیں لیکن ان کے دل اندھے ہیں۔ عقل و بصیرت ان میں نہیں ہے۔ مومن وقار کی نظر ڈالتے ہیں اور یہ حقارت کی۔ ہر وقت ہنسی مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔

پس اپنے اندھے پن کی وجہ سے راہ ہدایت نہ دیکھ نہیں سکتے۔ اس میں بھی اللہ کی حکمت کا دخل ہے کہ ایک تو دیکھے اور سنے اور نفع

پائے‘ دوسرا دیکھے سنے اور نفع سے محروم رہے۔ اسے اللہ کا ظلم نہ سمجھو۔ وہ تو سراسر عدل کرنے والا ہے‘ کسی پر بھی کوئی ظلم وہ روا نہیں رکھتا۔ لوگ خود اپنا برا آپ ہی کر لیتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنے نبی ﷺ کی زبانی فرماتا ہے کہ اے میرے بندو‘ میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور تم پر بھی اسے حرام کر دیا ہے۔ خبردار ایک دوسرے پر ظلم ہرگز نہ کرنا۔ اس کے آخر میں ہے۔ اے میرے بندو! یہ تو تمہارے اپنے اعمال ہیں جنہیں میں جمع کر رہا ہوں۔ پھر تمہیں ان کا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پائے‘ وہ اللہ کا شکر بجا لائے اور جو اس کے سوا کچھ اور پائے وہ صرف اپنے نفس کو ہی ملامت کرے (مسلم)

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ
بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا
مُهْتَدِيْنَ ۝۴۵ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ
فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۶ وَ
لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ
هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۴۷

جس دن اللہ انہیں جمع کرے گا گویا کہ یہ دن کی ایک ساعت ہی رہے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے‘ بے شک وہ برباد ہوئے جو اللہ سے ملنے کو جھٹلاتے رہے اور راہ یافتہ نہ ہوئے ○ اگر ہم تجھے اپنا کوئی وعدہ دکھا دیں جو ہم ان سے کرتے ہیں یا ہم تجھے فوت کر لیں بہر صورت ان کا لوٹنا ہماری ہی طرف ہے۔ پھر اللہ ہی انکے کرتوتوں پر شاہد ہے ○ ہر امت کیلئے رسول ہے‘ پھر جب انکا رسول آ گیا تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور وہ ظلم نہیں کئے جاتے ○

جب سب اپنی قبر سے اٹھیں گے : ☆☆ (آیت:۴۵) بیان ہو رہا ہے کہ وہ وقت بھی آ رہا ہے جب قیامت قائم ہو گی اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کی قبروں سے اٹھا کر میدان قیامت میں جمع کرے گا۔ اس وقت انہیں ایسا معلوم ہو گا کہ گویا گھڑی بھر دن ہی ہم رہے تھے‘ صبح یا شام ہی تک ہمارا رہنا ہوا تھا۔ کہیں گے کہ دس روز دنیا میں گزارے ہوں گے۔ تو بڑے بڑے حافظے والے کہیں گے‘ کہاں کے دس دن‘ تم تو ایک ہی دن رہے۔ قیامت کے دن یہ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ایک ساعت ہی رہے۔ وغیرہ ایسی آیتیں قرآن کریم میں بہت سی ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ دنیا کی زندگی آج بہت تھوڑی معلوم ہو گی۔ سوال ہو گا کہ کتنے سال دنیا میں گزارے‘ جواب دیں گے کہ ایک دن بلکہ اس سے بھی کم۔ شمار والوں سے پوچھ لو۔ جواب ملے گا کہ واقعہ میں دار دنیا دار آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے اور فی الحقیقت وہاں کی زندگی بہت ہی تھوڑی تھی لیکن تم نے اس کا خیال زندگی بھر نہ کیا۔ اس وقت بھی ہر ایک دوسرے کو پہنچانتا ہو گا۔ جیسے دنیا میں تھے‘ ویسے ہی وہاں بھی ہوں گے۔ رشتے‘ کنبے کو باپ بیٹوں کو الگ الگ پہنچان لیں گے۔ لیکن ہر ایک نفسا نفسی میں مشغول ہو گا۔ جیسے فرمان الٰہی ہے کہ صور کے پھونکتے ہی حسب ونسب سب فنا ہو جائیں گے۔ کوئی دوست اپنے کسی دوست سے کچھ سوال تک نہ کرے گا۔ جو اس دن کو جھٹلاتے رہے‘ وہ آج گھاٹے میں رہیں گے۔ ان کے لئے ہلاکت ہو گی‘ انہوں نے اپنا ہی برا کیا اور اپنے والوں کو بھی برباد کیا۔ اس سے بڑھ کر خسارہ اور کیا ہو گا کہ ایک دوسرے سے دور ہے‘ دوستوں کے درمیان تفریق ہے‘ حسرت وندامت کا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی مقتدر اعلیٰ ہے : ☆☆ (آیت:۴۶-۴۷) فرمان ہے کہ اگر تیری زندگی میں ہم ان کفار پر کوئی عذاب اتاریں یا تجھے ان

عذابوں کے اتارنے سے پہلے ہی اپنے پاس بلالیں- بہر صورت ہے تو یہ سب ہمارے قبضے میں ہی اور ٹھکانا ان کا ہمارے ہاں ہی ہے- اور ہم پر ان کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں- طبرانی کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے فرمایا' گذشتہ رات اسی حجرے کے پاس میرے سامنے میری ساری امت پیش کی گئی- کسی نے پوچھا کہ اچھا موجود لوگ تو خیر لیکن جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے' وہ کیسے پیش کئے گئے؟ آپؐ نے فرمایا ان کی مٹی کے جسم پیش کئے گئے جیسے تم اپنے کسی ساتھی کو پہچانتے ہو' ایسے ہی میں نے انہیں پہچان لیا- ہر امت کے رسول ہیں- جب کسی امت کے پاس رسول پہنچ گیا' پھر حجت پوری ہوگئی- اب قیامت کے دن ان کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ بغیر کسی ظلم کے حساب چکا دیا جائے گا- جیسے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ الخ والی آیت میں ہے- ہر امت اللہ کے سامنے ہوگی' رسول موجود ہوگا' نامہ اعمال ساتھ ہوگا' گواہ فرشتے حاضر ہوں گے' ایک کے بعد دوسری امت آئے گی- اس شریف امت کا فیصلہ سب سے پہلے ہوگا' گو دنیا میں یہ سب سے آخر میں آئی ہے- بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' ہم سب سے آخر میں آئے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے- ہمارے فیصلے سب سے اول ہوں گے- اپنے نبی کی فضیلت وشرف کی وجہ سے یہ امت بھی اللہ کے ہاں شریف وافضل ہے-

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾

کہتے ہیں کہ وہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو ○ تو کہہ دے کہ میں تو اپنی جان کے نقصان نفع کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے' ہر ایک امت کا ایک وقت مقرر ہے' جب ان کا وقت آ جائے گا تو نہ ایک ساعت کی دیر کر سکیں گے اور نہ جلدی کر سکیں گے ○ کہہ تم بتاؤ تو سہی' اگر تمہارے پاس اس کا عذاب رات کو آ جائے یا دن کو- بہرحال کیا چیز ہے جس کی جلدی یہ گنہگار مچا رہے ہیں؟ ○ کیا پھر جس وقت وہ آ جائے گا تب تم اس پر ایمان لاؤ گے' کیا اب؟ حالانکہ تم تو اس کی جلدی مچا رہے تھے ○ پھر تو ظالموں سے کہا جائے گا کہ ہمیشگی کا عذاب چکھو- تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا مگر اسی کا جو تم کرتے رہے ○

بے معنی سوال کرنے والوں کو جواب: ☆☆ (آیت: ۴۸-۵۲) ان کا بے فائدہ سوال دیکھو- وعدہ کا دن کب آئے گا؟ یہ پوچھتے ہیں اور پھر وہ بھی نہ ماننے اور انکار کے بعد بطور یہ جلدی مچا رہے ہیں اور مومن خوف زدہ ہو رہے ہیں کیونکہ وہ اسے حق جانتے ہیں- وقت نہ معلوم ہو نہ سہی' جانتے ہیں کہ بات سچی ہے- ایک دن آئے گا ضرور- ہدایات دی جاتی ہیں کہ انہیں جواب دے کہ میرے اختیار میں تو کوئی بات نہیں- جو بات مجھے بتلا دی جائے' میں تو وہی جانتا ہوں- کسی چیز کی مجھ میں قدرت نہیں یہاں تک کہ خود اپنے نفع نقصان کا بھی میں مالک نہیں- میں تو اللہ کا غلام ہوں اور اس کا رسولؐ ہوں- اس نے مجھ سے فرمایا' میں نے تم سے کہا کہ قیامت آئے گی ضرور- نہ اس نے مجھے اس کا

خاص وقت بتایا نہ میں تمہیں بتا سکوں- ہاں ہر زمانے کی ایک میعاد معین ہے جہاں اجل آئی - پھر نہ ایک ساعت پیچھے نہ آگے- اجل آنے کے بعد نہیں رکتی - پھر فرمایا کہ وہ تو اچانک آنے والی ہے- ممکن ہے رات کو آ جائے- دن کو آ جائے- اس کے عذاب میں دیر کیا ہے؟ پھر اس شور مچانے سے اور وقت کا تعین پوچھنے سے کیا حاصل؟- کیا جب قیامت آ جائے' عذاب دیکھ لو تب ایمان لاؤ گے؟ وہ محض بے سود ہے- اس وقت تو یہ سب کہیں گے کہ ہم نے دیکھ سن لیا- کہیں گے' ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور دوسروں سے کفر کرتے ہیں- لیکن ہمارے عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان بے نفع ہے- اللہ کا طریقہ اپنے بندوں میں یہی رہا ہے- وہاں تو کافروں کو نقصان ہی رہے گا- اس دن تو ان سے صاف کہہ دیا جائے گا اور بہت ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ کہ اب تو دائمی عذاب چکھو' ہمیشہ کی مصیبت اٹھاؤ- انہیں دھکے دے دے کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا کہ یہ ہے جسے تم نہیں مانتے تھے- اب بتاؤ کہ یہ جادو ہے یا تم اندھے ہو؟ جاؤ اب اس میں چلے جاؤ- اب تو صبر کرنا نہ کرنا برابر ہے- اپنے اعمال کا بدلہ ضرور پاؤ گے-

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڼ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ۝ۧ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي
الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ
وَقُضِيَ بَيْنَھُمْ بِالْقِسْطِ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ھُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

ع ۱۳ / ۱۰

تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے' تو کہہ دے کہ قسم ہے میرے پروردگار کی' یہ بالکل حق ہے اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو ○ اگر ہر ظلم کرنے والے انسان کے لئے وہ ہو جو روئے زمین پر ہے تو وہ سب اپنے فدیئے میں دیدیں' دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے جب کہ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے' عدل کے ساتھ ان میں فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے ○ خبردار رہو' آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے' سب اللہ ہی کا ہے' خبردار رہو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن ان میں سے اکثر بے علم ہیں ○ وہی جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ○

مٹی ہونے کے بعد جینا کیسا ہے؟ ☆☆ (آیت: ۵۳-۵۴) پوچھتے ہیں کہ کیا مٹی ہو جانے اور سڑ گل جانے کے بعد جی اٹھنا اور قیامت کا قائم ہونا حق ہی ہے؟ تو ان کا شبہ مٹا دے اور قسم کھا کر کہہ دے کہ یہ سراسر حق ہی ہے- جس اللہ نے تمہیں اس وقت پیدا کیا جب کہ تم کچھ نہ تھے- وہ تمہیں دوبارہ جب کہ تم مٹی ہو جاؤ گے' پیدا کرنے پر یقیناً قادر ہے- وہ تو جو چاہتا ہے' فرما دیتا ہے کہ یوں ہو جا- اسی وقت ہو جاتا ہے اسی مضمون کی اور دو آیتیں قرآن کریم میں ہیں- سورہ سبا میں ہے قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ الخ سورہ تغابن میں ہے قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ الخ ان دونوں میں بھی قیامت کے ہونے پر قسم کھا کر یقین دلایا گیا ہے- اس دن تو کفار زمین بھر کر سونا اپنے بدلے میں دے کر بھی چھٹکارا پانا پسند رکھیں گے- دلوں میں ندامت ہوگی' عذاب سامنے ہوں گے' حق کے ساتھ فیصلے ہو رہے ہوں گے' کسی پر ظلم ہرگز نہ ہوگا-

خالق کل عالم کل ہے: ☆☆ (آیت: ۵۵-۵۶) مالک آسمان و زمین' مختار کل کائنات اللہ تعالیٰ ہی ہے- اللہ کے وعدے سچے ہیں' وہ پورے ہو کر ہی رہیں گے- یہ اور بات ہے کہ اکثر لوگ علم نہیں رکھتے- جلانے مارنے والا وہی ہے' سب باتوں پر وہ قادر ہے- جسم سے علیحدہ

ہونے والی چیز کو اس کے بکھر کر، بگڑ کر ٹکڑے ہونے کو وہ جانتا ہے اس کے حصے کن جنگلوں میں، کن دریاؤں میں، کہاں ہیں، وہ خوب جانتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ﳔ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۵۷ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۵۸ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۵۹

لوگو! تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی اور وہ شفاء ہے ان علتوں کی جو سینوں میں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے مسلمانوں کے واسطے ○ اور کہہ دے کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہی ایسی چیز ہے جس پر شاد مانی منانی چاہئے' یہ اس سے بہت بہتر ہے جسے وہ جمع کر رہے ہیں ○ کہہ کہ بھلا دیکھو تو سہی جو روزی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اتاری' تم نے اس میں سے کچھ تو حرام کر لی اور کچھ حلال' پوچھ کہ کیا اللہ نے تمہیں حکم دیا تھا یا تم اللہ پر بہتان باندھ لیتے ہو؟ ○

رسول کریم ﷺ کے منصب عظیم کا تذکرہ: ☆☆ (آیت: ۵۷-۵۸) اپنے رسول کریم پر قرآن عظیم نازل فرمانے کے احسان کو اللہ رب العزت بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ کا وعظ تمہارے پاس آ چکا جو تمہیں بدیوں سے روک رہا ہے' جو دلوں کے شک شکوک دور کرنے والا ہے' جس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے' جس سے اللہ کی رحمت ملتی ہے۔ جو اس سچائی کی تصدیق کریں' اسے مانیں' اس پر یقین رکھیں' اس پر ایمان لائیں' وہ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ یہ ہمارا نازل کردہ قرآن مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے' ظالم تو اپنے نقصان میں ہی بڑھتے رہتے ہیں۔ اور آیت میں ہے کہ کہہ دے کہ یہ تو ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔ اللہ کے فضل و رحمت یعنی اس قران کے ساتھ خوش ہونا چاہئے۔ دنیائے فانی کے دھن دولت پر ریجھ جانے اور اس پر شاد مان و فرحاں ہو جانے سے تو اس دولت کو حاصل کرنے اور اس ابدی خوشی اور دائمی مسرت کو پا لینے سے بہت خوش ہونا چاہئے۔ ابن ابی حاتم اور طبرانی میں ہے کہ جب عراق فتح ہو گیا اور وہاں سے خراج دربار فاروقؓ میں پہنچا تو آپؓ نے اونٹوں کی گنتی کرنا چاہی لیکن وہ بے شمار تھے۔ حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر کے اسی آیت کی تلاوت کی۔ تو آپ کے مولی عمرو نے کہا' یہ بھی تو اللہ کا فضل و رحمت ہی ہے۔ آپ نے فرمایا' تم نے غلط کہا' یہ تو ہمارے حاصل کردہ ہیں' جس فضل و رحمت کا بیان اس آیت میں ہے' وہ یہ نہیں۔

بغیر شرعی دلیل کے حلال و حرام کی مذمت: ☆☆ (آیت: ۵۹-۶۰) مشرکوں نے بعض جانور مخصوص نام رکھ کر اپنے لیے حرام قرار دے رکھے تھے۔ اس عمل کی تردید میں یہ آیتیں ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور چوپایوں میں یہ کچھ نہ کچھ حصہ تو اس کا کرتے ہیں۔ مسند احمد میں ہے' حضرت عوف بن مالک بن فضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میری حالت یہ تھی کہ میلا کچیلا جسم' بال بکھرے ہوئے۔ آپؐ نے مجھ سے پوچھا' تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کس قسم کا مال؟ میں نے کہا۔ اونٹ' غلام' گھوڑے' بکریاں وغیرہ۔ غرض ہر قسم کا مال ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے سب کچھ دے رکھا ہے تو اس کا اثر بھی تیرے جسم پر ظاہر ہونا چاہئے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ تیرے ہاں اونٹنیاں بچے بھی دیتی ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا' وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے ہیں۔ پھر تو اپنے ہاتھ میں چھری لے کر کسی کا کان کاٹ کے اس کا نام بحیرہ رکھ

لیتا ہے۔ کسی کی کھال کاٹ کر حرام نام رکھ لیتا ہے۔ پھر اسے اپنے اوپر اور اپنے والوں پر حرام سمجھ لیتا ہے؟ میں نے کہا ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا' سن اللہ نے تجھے جو دیا ہے' وہ حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بازو تیرے بازو سے قوی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چھری تیری چھری سے بہت زیادہ تیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کے فعل کی پوری مذمت بیان فرمائی ہے جو اپنی طرف سے بغیر شرعی دلیل کے کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام ٹھہرا لیتے ہیں۔

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۶۰ ع ۷ ۱۱

جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں' ان کا قیامت کے دن کی بابت کیا خیال ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے ہی فضل و احسان والا ہے لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں ○

(آیت: ۶۰) انہیں اللہ نے قیامت کے عذاب سے دھمکایا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کا کیا خیال ہے؟ یہ کس ہوا میں ہیں۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ یہ بے بس ہو کر قیامت کے دن ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو لوگوں پر اپنا فضل و کرم ہی کرتا ہے۔ وہ دنیا میں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ اسی کا فضل ہے کہ اس نے دنیا میں بہت سی نفع کی چیزیں لوگوں کے لئے حلال کر دی ہیں۔ صرف انہی چیزوں کو حرام فرمایا ہے جو بندوں کو نقصان پہنچانے والی اور ان کے حق میں مضر ہیں۔ دنیوی طور پر یا اخروی طور پر۔ لیکن اکثر لوگ ناشکری کر کے اللہ کی نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنی جانوں کو خود تنگی میں ڈالتے ہیں۔ مشرک لوگ اسی طرح از خود احکام گھڑ لیا کرتے تھے اور انہیں شریعت سمجھ بیٹھتے تھے۔ اہل کتاب نے بھی اپنے دین میں ایسی ہی بدعتیں ایجاد کر لی تھیں۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے' قیامت کے دن اولیاء اللہ کی تین قسمیں کر کے انہیں جناب باری کے سامنے لایا جائے گا۔ پہلی قسم والوں میں سے ایک سے سوال ہوگا کہ تم لوگوں نے یہ نیکیاں کیوں کیں؟ وہ جواب دیں گے کہ پروردگار تو نے جنت بنائی' اس میں درخت لگائے' ان درختوں میں پھل پیدا کئے' وہاں نہریں جاری کیں' حوریں پیدا کیں اور اور نعمتیں تیار کیں' پس اسی جنت کے شوق میں ہم راتوں کو بیدار رہے اور دنوں کو بھوک پیاس اٹھائی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اچھا تو تمہارے اعمال جنت کے حاصل کرنے کے لئے تھے۔ میں تمہیں جنت میں جانے کی اجازت دیتا ہوں اور یہ میرا خاص فضل ہے کہ جہنم سے تمہیں نجات دیتا ہوں۔ گو یہ بھی میرا فضل ہی ہے کہ میں تمہیں جنت میں پہنچاتا ہوں۔ پس یہ اور اس کے سب ساتھی بہشت بریں میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر دوسری قسم کے لوگوں میں سے ایک سے پوچھا جائے گا کہ تم نے یہ نیکیاں کیسے کیں؟ وہ کہے گا' پروردگار تو نے جہنم کو پیدا کیا۔ اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کے لیے وہاں طوق و زنجیر' حرارت' آگ' گرم پانی اور گرم ہوا کا عذاب رکھا۔ وہاں طرح طرح کے روح فرسا دکھ دینے والے عذاب تیار کئے۔ پس میں راتوں کو جاگتا رہا' دنوں کو بھوکا پیاسا رہا' صرف اس جہنم سے ڈر کر۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے تجھے اس جہنم سے آزاد کیا اور تجھ پر میرا یہ خاص فضل ہے کہ تجھے اپنی جنت میں لے جاتا ہوں۔

پس یہ اور اس کے ساتھی سب جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر تیسری قسم کے لوگوں میں سے ایک کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا کہ تم نے نیکیاں کیوں کیں؟ وہ جواب دے گا کہ صرف تیری محبت میں اور تیرے شوق میں۔ تیری عزت کی قسم' میں راتوں کو

عبادت میں جاگتا رہا اور دنوں کو روزے رکھ کر بھوک پیاس سہتا رہا' یہ سب صرف تیرے شوق اور تیری محبت کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تو نے یہ اعمال صرف میری محبت اور میرے اشتیاق میں ہی کئے ہیں۔ لے اب میرا دیدار کر لے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ جل جلالہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنا دیدار کرائے گا' فرمائے گا' دیکھ لے یہ ہوں میں۔ پھر فرمائے گا' یہ میرا خاص فضل ہے کہ میں تجھے جہنم سے بچاتا ہوں اور جنت میں پہنچاتا ہوں۔ میرے فرشتے تیرے پاس پہنچتے رہیں گے اور میں خود بھی تجھ پر سلام کہا کروں گا' پس وہ مع اپنے ساتھیوں کے جنت میں چلا جائے گا۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِن قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا اِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِن ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿۶۱﴾

تو جس کسی مشغلے میں ہو اور اللہ کی طرف سے آئے ہوئے قرآن کی جو کچھ تلاوت کر رہا ہو اور جو کچھ بھی کام تم کرتے ہو' ہم برابر تم پر مطلع رہتے ہیں جب بھی تم اس کام کو شروع کرتے ہو' تیرے رب سے ذرے برابر کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی نہ زمین میں نہ آسمان میں' اس سے بھی کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز ایسی نہیں جو روشن اور کھلی کتاب میں نہ ہو ○

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے: ☆☆ (آیت:۶۱) اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے نبی ﷺ کو خبر دیتا ہے کہ خود آپ کے اور آپ کی تمام امت کے تمام احوال ہر وقت اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ساری مخلوق کے کل کام اس کے علم میں ہیں۔ اس کے علم سے اور اس کی نگاہ سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ بھی پوشیدہ نہیں۔ سب چھوٹی بڑی چیزیں ظاہر کتاب میں لکھی ہوئی ہیں۔ جیسے فرمان ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الخ' غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ خشکی تری کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ ہر پتے کے جھڑنے کی اسے خبر ہے۔ زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ ہو' جو تر و خشک چیز ہو' سب کتاب مبین میں موجود ہے۔ الغرض درختوں کا ہلنا۔ جمادات کا ادھر ادھر ہونا' جانداروں کا حرکت کرنا' کوئی چیز روئے زمین کی اور تمام آسمانوں کی ایسی نہیں' جس سے علیم و خبیر اللہ بے خبر ہو۔ فرمان ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ ایک اور آیت میں ہے کہ زمین کے ہر جاندار کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے۔ جب کہ درختوں' ذروں' جانوروں اور تمام تر و خشک چیزوں کے حال سے اللہ عزوجل واقف ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ بندوں کے اعمال سے وہ بے خبر ہو جنہیں عبادت الٰہی کی بجا آوری کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمان ہے اس ذی عزت اور بڑے رحم و کرم والے اللہ پر تو بھروسہ رکھ جو تیرے قیام کی حالت میں بھی تجھے دیکھتا رہتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں تیرا آنا جانا بھی دیکھ رہا ہے۔ یہی بیان یہاں ہے کہ تم سب ہماری آنکھوں اور کانوں کے سامنے ہو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب حضور ﷺ سے احسان کی بابت سوال کیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے' اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے یقیناً دیکھ ہی رہا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۲﴾ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾

خبردار رہو کہ جو لوگ اللہ کے دوست ہیں' ان پر کسی قسم کا خوف و ہراس نہیں نہ وہ غمگین ہونگے O جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے O ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی' کلام الٰہی کے لئے کوئی تبدیلی نہیں' یہی تو زبردست کامیابی اور مقصدوری ہے O

اولیاء اللہ کا تعارف: ☆☆ (آیت:۶۲-۶۴) اولیا اللہ وہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان ویقین ہو' جن کا ظاہر تقویٰ اور پرہیزگاری میں ڈوبا ہوا ہو' جتنا تقویٰ ہوگا' اتنی ہی ولایت ہوگی۔ ایسے لوگ محض نڈر اور بے خوف ہیں۔ قیامت کے دن کی وحشت ان سے دور ہے' نہ وہ کبھی غم ورنج سے آشنا ہوں گے۔ دنیا میں جو چھوٹ جائے' اس پر انہیں حسرت وافسوس نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بھی بہت سے سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اولیا اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ بزار کی مرفوع حدیث میں بھی یہ آیا ہے۔ وہ حدیث مرسلاً بھی مروی ہے۔ ابن جریر میں ہے' حضورؐ فرماتے ہیں' اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں' جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ لوگوں نے پوچھا۔ حضورؐ وہ کون ہیں؟ ہمیں بتایئے تاکہ ہم بھی ان سے محبت والفت رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا' یہ لوگ ہیں جو صرف اللہ کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ مالی فائدے کی وجہ سے نہیں' رشتے داری اور نسب کی بنا پر نہیں۔ صرف اللہ کے دین کی وجہ سے ان کے چہرے نورانی ہوں گے' یہ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ سب کو ڈر خوف ہوگا لیکن یہ بالکل بے خوف اور محض نڈر ہوں گے جب لوگ غمزدہ ہوں گے یہ بے غم ہوں گے''۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ یہی روایت منقطع سند سے ابوداؤد میں بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

مسند احمد کی ایک مطول حدیث میں ہے کہ دور دراز کے رہنے والے خاندانوں اور برادریوں سے الگ شدہ لوگ جن میں کوئی رشتہ' کنبہ' قوم' برادری نہیں' وہ محض توحید وسنت کی وجہ سے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے آپس میں ایک ہوگئے ہوں گے اور آپس میں میل ملاپ' محبت' مودت' دوستی اور بھائی چارہ رکھتے ہوں گے' دین میں سب ایک ہوں گے۔ ان کے لئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نورانی منبر بچھادے گا جن پر وہ عزت سے تشریف رکھیں گے۔ لوگ پریشان ہوں گے لیکن یہ بااطمینان ہوں گے۔ یہی ہیں وہ اللہ کے اولیا جن پر کوئی خوف غم نہیں۔

خوابوں کے بارے میں: ☆☆ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بشارتوں کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے فرمایا' کہ یہ نیک خواب ہیں جنہیں مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دکھائے جائیں۔ حضرت ابوالدرداؓ سے جب اس کا سوال ہوا تو آپؓ نے فرمایا' تم نے آج مجھ سے وہ بات پوچھی جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی سوائے اس شخص کے جس نے یہی سوال حضورؐ سے کیا اور آپؐ نے وہ جواب دیا (جو اوپر مذکور ہوا) اور روایت میں ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے یہ سوال آپؐ سے کیا تھا اور آپؐ نے اس جواب کے دینے سے پہلے انہیں فرمایا تھا کہ تجھ سے پہلے میرے کسی امتی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ خود انہی صحابیؓ سے جب سائل نے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے بھی یہ فرما کر پھر تفسیر مرفوع حدیث سے بیان فرمائی۔ اور روایت میں ہے' حضرت عبادہؓ نے سوال کیا کہ آخرت کی بشارت تو جنت ہے' دنیا کی بشارت کیا ہے۔ فرمایا' نیک خواب جسے بندہ دیکھے یا اس کے لئے اوروں کو دکھائے جائیں۔ یہ نبوت کا چوالیسواں یا سترواں جز ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ یارسول اللہ انسان نیکیاں کرتا ہے' پھر لوگوں میں اس کی تعریف ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہی دنیوی بشارت

ہے۔(مسلم) فرماتے ہیں کہ دنیا کی بشارت نیک خواب ہیں جن سے مومن کو خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ یہ نبوت کا انچاسواں حصہ ہے۔ اس کے دیکھنے والے کو اسے بیان کرنا چاہئے اور جو اس کے سوا دیکھے وہ شیطانی خواب ہیں تا کہ اسے غم زدہ کر دے۔ چاہئے کہ ایسے موقعہ پر تین دفعہ بائیں جانب تھتکار دے۔ اللہ کی بڑائی بیان کرے اور کسی سے اس خواب کو بیان نہ کرے۔(مسند احمد) اور روایت میں ہے کہ نیک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور حدیث میں ہے دنیوی بشارت نیک خواب اور اخروی بشارت جنت۔

ابن جریرؒ میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں نبوت جاتی رہی خوشخبریاں رہ گئیں۔ بشریٰ کی یہی تفسیر ابن مسعودؓ ابو ہریرہؓ ابن عباسؓ مجاہدؒ عروہؒ ابن زبیرؒ یحییٰ بن ابی کثیرؒ ابراہیم نخعیؒ عطا بن ابی رباحؒ وغیرہ سلف صالحین سے مروی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد اس سے وہ خوشخبری ہے جو مومن کو اس کی موت کے وقت فرشتے دیتے ہیں جس کا ذکر آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ الخ میں ہے کہ سچے پکے مومنوں کے پاس فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو تم غم نہ کرو تمہیں ہم اس جنت کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔ ہم دنیا و آخرت میں تمہارے کارساز و ولی ہیں۔ سنو تم جو چاہو گے جنت میں پاؤ گے جو مانگو گے ملے گا۔ تم تو غفور و رحیم اللہ کے خاص مہمان بنو گے۔''

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی مطول حدیث میں ہے کہ مومن کی موت کے وقت نورانی سفید چہرے والے پاک صاف اجلے سفید کپڑوں والے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پاک روح چل کشادگی راحت ترو تازگی خوشبو اور بھلائی کی طرف چل۔ تیرے اس پالنہار کی طرف جو تجھ سے کبھی خفا نہیں ہونے کا۔ پس اس کی روح اس بشارت کو سن کر اس کے منہ سے اتنی آسانی اور شوق سے نکلتی ہے جیسے مشک کے منہ سے پانی کا کوئی قطرہ چھو جائے۔ اور آخرت کی بشارت کا ذکر آیت لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ الخ میں ہے یعنی انہیں اس دن کی زبردست پریشانی بالکل ہی نہ گھبرائے گی۔ ادھر ادھر سے ان کے پاس فرشتے آئے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ اسی دن کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا تھا۔ ایک آیت میں ہے یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ الخ جس دن تو مومن مردوں عورتوں کو دیکھے گا کہ ان کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں طرف چل رہا ہوگا۔ لو تم خوشخبری سن لو کہ آج تمہیں وہ جنتیں ملیں گی جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں۔ جہاں کی رہائش ہمیشہ کی ہوگی۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔ اللہ کا وعدہ غلط نہیں ہوتا۔ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اس نے جو فرما دیا سچ ہے ثابت ہے اٹل ہے یقینی اور ضروری ہے۔ یہ ہے پوری مقصد آوری یہ ہے زبردست کامیابی یہ ہے مراد کا ملنا اور یہ ہے گود کا بھرنا۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾
اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ
هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا
فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾

ان کی باتوں سے تو ہرگز رنجیدہ نہ ہونا عزت تو سب کی سب اللہ ہی کی ہے۔ وہ ہے ہی سنتا جانتا ○ سن رکھو آسمانوں میں اور زمین میں جو ہے سب اللہ کا ہے اللہ کے سوا اور شریکوں کو جو پکارتے ہیں وہ پیروی نہیں کرتے وہ تو صرف وہم کی پیروی کرتے ہیں اور وہ محض اٹکل باندھتے ہیں ○ وہ اللہ ہے جس نے تمہارے آرام

کے لئے رات بنادی ہے اور دن کو روشن دکھانے والا بنایا ہے' جو لوگ سنتے ہیں' ان کے لئے تو اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ○

عزت صرف اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے لیے ہے: ☆☆ (آیت: ۶۵-۶۷) ان مشرکوں کی باتوں کا کوئی رنج و غم نہ کر۔ اللہ تعالیٰ سے ان پر مدد طلب کر۔ اسی پر بھروسہ رکھ' ساری عزتیں اسی کے ہاتھ ہیں' وہ اپنے رسول کو اور مومنوں کو عزت دے گا۔ وہ بندوں کی باتوں کو خوب سنتا ہے۔ وہ ان کی حالتوں سے پورا خبردار ہے۔ آسمان و زمین کا وہی مالک ہے۔ اس کے سوا جن جن کو تم پوجتے ہو' ان میں سے کوئی کسی چیز کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ کوئی نفع نقصان ان کے بس کا نہیں۔ پھر ان کی عبادت بھی محض بے دلیل ہے۔ صرف گمان' اٹکل' جھوٹ اور افترا ہے۔ حرکت' رنج و تعب' تکلیف اور کام کاج سے راحت و آرام' سکون و اطمینان حاصل کرنے کے لئے اللہ نے رات بنا دی ہے۔ دن کو اس نے روشن اور اجالے والا بنا دیا ہے تا کہ تم اس میں کام کاج کرو' معاش اور روزی کی فکر' سفر' تجارت' کاروبار کرسکو۔ ان دلیلوں میں بہت کچھ عبرت ہے لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو ان آیتوں کو دیکھ کر ان کے خالق کی عظمت و جبروت کا تصور باندھتے ہیں۔ اس خالق و مالک کی قدر و عزت کرتے ہیں۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ
اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي
اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ ۭ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع ۷ ۱۰ ۱۲

کہتے ہیں کہ اللہ کی بھی اولاد ہے۔ وہ پاک ہے' وہ بے نیاز ہے' آسمانوں میں زمین میں جو بھی ہے' اسی کا ہے' تمہارے پاس اس کی کوئی بھی دلیل نہیں' اللہ پر کیوں وہ کہتے ہو جو نہیں جانتے ○ کہہ دے کہ اللہ پر جھوٹ افترا جو باندھتے ہیں' وہ چھٹکارے سے محروم رہ جاتے ہیں ○ دنیا میں تو یونہی سا فائدہ اور بات ہے۔ پھر ان سب کا لوٹنا تو ہماری طرف ہی ہے' پھر تو ہم بھی انہیں ان کے کفر کے بدلے سخت عذاب چکھائیں گے ○

ساری مخلوق صرف اس کی ملکیت ہے: ☆☆ (آیت: ۶۸-۷۰) جو لوگ اللہ کی اولاد مانتے تھے' ان کے عقیدے کا بطلان بیان ہو رہا ہے کہ اللہ اس سے پاک ہے' وہ سب سے بے نیاز ہے' سب اس کے محتاج ہیں' زمین و آسمان کی ساری مخلوق اس کی ملکیت ہے' اس کی غلام ہے۔ پھر ان میں سے کوئی اس کی اولاد کیسے ہو جائے؟ تمہارے اس جھوٹ اور بہتان کی خود تمہارے پاس بھی کوئی دلیل نہیں۔ تم تو اللہ پر بھی اپنی جہالت سے باتیں بنانے لگے۔ تمہارے اس کلمے سے تو ممکن ہے کہ آسمان پھٹ جائیں' زمین شق ہو جائے' پہاڑ ٹوٹ جائیں کہ تم اللہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے ہو؟ بھلا اس کی اولاد کیسے ہوگی؟ اسے تو یہ لائق نہیں۔

زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی غلامی میں حاضر ہونے والی ہے۔ سب اس کے شمار میں ہیں۔ سب کی گنتی اس کے پاس ہے۔ ہر ایک تنہا تنہا اس کے سامنے پیش ہونے والا ہے۔ یہ افترا پرداز گروہ ہر کامیابی سے محروم ہے۔ دنیا میں انہیں کچھ مل جائے تو وہ عذاب کا پیش خیمہ اور سزاؤں کی زیادتی کا باعث ہے۔ آخر ایک وقت آئے گا جب عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے۔ سب کا لوٹنا اور سب کا اصلی ٹھکانا تو ہمارے ہاں ہے۔ یہ کہتے تھے اللہ کا بیٹا ہے۔ ان کے اس کفر کا ہم اس وقت ان کو بدلہ چکھائیں گے جو نہایت سخت اور بہت بدترین ہوگا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾

انہیں نوح کا احوال بھی سنا جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اگر تم پر میرا رہنا سہنا اور اللہ کی باتوں سے نصیحت کرنا گراں گزرتا ہو تو سنو- میرا بھروسہ تو اللہ کی ذات پر ہے- تم سب مل کر اپنے شریکوں کو بھی لے کر اپنا مضبوط ارادہ مقرر کر لو اور دیکھو تمہارے کام میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے- پھر میرے ساتھ جو کرنا ہے کر گزرو اور مجھے مطلقاً مہلت نہ دو ○ اگر تم نے منہ پھیر لیا تو میں کسی بدلے کا تو تم سے خواہاں نہیں ہوں' میرا اجر تو میرے اللہ پر ہے- مجھے یہی فرمایا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں رہوں ○

نوح علیہ السلام کی قوم کا کردار: ☆☆ (آیت: ۷۱-۷۲) اے رسول ﷺ تو انہیں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی خبر دے کہ ان کا اور ان کی قوم کا کیا حشر ہوا؟ جس طرح کفار مکہ تجھے جھٹلاتے اور ستاتے ہیں' قوم نوح نے بھی یہی وطیرہ اختیار کر رکھا تھا- بالآخر سب کے سب غرق کر دیئے گئے' سارے کافر دریا برد ہو گئے- پس انہیں بھی خبردار رہنا چاہئے اور میری پکڑ سے بے خوف نہ ہونا چاہئے- اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں- حضرت نوح علیہ السلام نے ایک مرتبہ ان سے صاف فرما دیا کہ اگر تم پر یہ گراں گزرتا ہے کہ میں تم میں رہتا ہوں اور تمہیں اللہ کی باتیں سنا رہا ہوں' تم اس سے چڑتے ہو اور مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہو تو سنو میں صاف کہتا ہوں کہ میں تم سے نڈر ہوں- مجھے تمہاری کوئی پرواہ نہیں- میں تمہیں کوئی چیز نہیں سمجھتا- میں تم سے مطلقاً نہیں ڈرتا- تم سے جو ہو سکے کر لو' میرا جو بگاڑ سکو بگاڑ لو- تم اپنے ساتھ اپنے شریکوں اور اپنے جھوٹے معبودوں کو بھی بلا لو اور مل جل کر مشورے کر کے بات کھول کر پوری قوت کے ساتھ مجھ پر حملہ کرو' تمہیں قسم ہے جو میرا بگاڑ سکتے ہو' اس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو' مجھے بالکل مہلت نہ دو' اچانک گھیر لو' میں بالکل بے خوف ہوں' اس لئے کہ تمہاری روش کو میں باطل جانتا ہوں- میں حق پر ہوں' حق کا ساتھی اللہ ہوتا ہے' میرا بھروسہ اسی کی عظیم الشان ذات پر ہے' مجھے اسکی قدرت کی بڑائی معلوم ہے- یہی حضرت ہودؑ نے فرمایا تھا کہ اللہ کے سوا جس جس کی بھی تم پوجا کر رہے ہو' میں تم سے اور ان سے بالکل بری ہوں' خوب کان کھول کر سن لو اللہ بھی سن رہا ہے' تم سب مل کر میرے خلاف کوشش کر لو' میں تو تم سے مہلت بھی نہیں مانگتا- میرا بھروسہ اپنے اور تمہارے حقیقی مربی پر ہے-

حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں' اگر تم اب بھی مجھے جھٹلاؤ' میری اطاعت سے منہ پھیر لو تو میرا اجر ضائع نہیں جائے گا- کیونکہ میرا اجر دینے والا میرا مربی ہے' مجھے تم سے کچھ نہیں لینا- میری خیر خواہی' میری تبلیغ کسی معاوضے کی بنا پر نہیں' مجھے تو جو اللہ کا حکم ہے' میں اس کی بجا آوری میں لگا ہوا ہوں' مجھے اسکی طرف سے مسلمان ہونے کا حکم دیا گیا ہے سو الحمدللہ میں مسلمان ہوں- اللہ کا پورا فرماں بردار ہوں- تمام نبیوں کا دین اول سے آخر تک صرف اسلام ہی رہا ہے- گو احکام میں قدرے اختلاف رہا ہو-

جیسے فرمان ہے' ہر ایک کے لئے راہ اور طریقہ ہے۔ دیکھئے یہ نوح علیہ السلام جو اپنے آپ کو مسلم بتاتے ہیں' یہ ہیں ابراہیم علیہ السلام جو اپنے آپ کو مسلم بتاتے ہیں۔ اللہ ان سے فرماتا ہے اسلام لا۔ وہ جواب دیتے ہیں' رب العلمین کے لئے میں اسلام لایا۔ اسی کی وصیت آپ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کو کرتے ہیں کہ بچو اللہ نے تمہارے لئے اسی دین کو پسند فرمالیا ہے۔ خبردار یاد رکھنا' مسلم ہونے کی حالت میں ہی موت آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی دعا میں فرماتے ہیں۔ خدایا مجھے اسلام کی حالت میں موت دینا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ اگر تم مسلمان ہو تو اللہ پر توکل کرو۔ آپ کے ہاتھ پر ایمان قبول کرنے والے جادوگر اللہ سے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں' تو ہمیں مسلمان اٹھانا۔ بلقیس کہتی ہیں' میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوتی ہوں۔ قرآن فرماتا ہے کہ تورات کے مطابق وہ انبیاء حکم فرماتے ہیں جو مسلمان ہیں۔ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہتے ہیں' آپ گواہ رہئے' ہم مسلمان ہیں۔ خاتم الرسل سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع کی دعا کے آخر میں فرماتے ہیں۔ میں اول مسلمان ہوں یعنی اس امت میں۔ ایک حدیث میں ہے' حضور ﷺ فرماتے ہیں' ہم انبیاء ایسے ہیں جیسے ایک باپ کی اولاد۔ دین ایک اور بعض بعض احکام جداگانہ۔ پس توحید میں سب یکساں ہیں گو فروعی احکام میں علیحدگی ہو۔ جیسے وہ بھائی جن کا باپ ایک ہو' مائیں جدا جدا ہوں۔

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَٰهُ وَمَن مَّعَهُۥ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَعَلْنَٰهُمْ خَلَٰٓئِفَ وَأَغْرَقْنَا ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُنذَرِينَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِۦ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَآءُوهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَمَا كَانُوا۟ لِيُؤْمِنُوا۟ بِمَا كَذَّبُوا۟ بِهِۦ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ ٱلْمُعْتَدِينَ ﴿۷۴﴾

لیکن پھر بھی انہوں نے اسے جھٹلایا۔ آخرش ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بٹھا کر نجات دیدی اور ہم نے انہیں جانشین کر دیا اور ان سب کو ڈبو دیا جو ہماری آیتوں کو جھٹلا رہے تھے' تو آپ دیکھ لے کہ جنہیں ڈرایا گیا تھا' ان کا انجام کیسا کچھ ہوا؟ ○ نوحؑ کے بعد بھی ہم نے پیغمبروں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا۔ وہ ان کے پاس دلیلیں لے کر پہنچے مگر جس چیز کو وہ پہلے سے جھٹلا چکے تھے' اس پر ایمان لانے کے لئے وہ تیار نہ ہوئے' حد سے نکل جانے والوں پر ہم اسی طرح مہر لگا دیتے ہیں ○

(آیت:۷۳) پھر فرماتا ہے' قوم نوح نے نوح نبیؑ کو نہ مانا بلکہ انہیں جھوٹا کہا۔ آخر ہم نے انہیں غرق کر دیا۔ نوح نبی علیہ السلام کو مع ایمانداروں کے اس بدترین عذاب سے ہم نے صاف بچا لیا۔ کشتی میں سوار کر کے انہیں طوفان سے محفوظ رکھ لیا۔ وہی وہ زمین پر باقی رہے' پس ہماری اس قدرت کو دیکھ لے کہ کس طرح ظالموں کا نام و نشان مٹا دیا اور کس طرح مومنوں کو بچا لیا۔

سلسلہ رسالتؐ کا تذکرہ : ☆☆ (آیت:۷۴) حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی رسولوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر رسول اپنی قوم کی طرف اللہ کا پیغام اور اپنی سچائی کی دلیلیں لے کر آتا رہا۔ لیکن عموماً ان سب کے ساتھ بھی لوگوں کی وہی پرانی روش رہی۔ یعنی ان کی سچائی کو تسلیم نہ کیا جیسے آیت وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ الخ میں ہے۔ پس جس طرح ان کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے دلوں پر مہر لگ گئی' اسی طرح ان جیسے تمام لوگوں کے دل مہر زدہ ہو جاتے ہیں اور عذاب دیکھ لینے سے پہلے انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ یعنی نبیوں اور ان کے تابعداروں

کو بچا لینا اور مخالفین کو ہلاک کرنا۔ حضرت نوح نبی علیہ السلام کے بعد سے برابر یہی ہوتا رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بھی انسان زمین پر آباد تھے۔ جب ان میں بت پرستی شروع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو ان میں بھیجا۔ یہی وجہ ہے کہ جب قیامت کے دن لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس سفارش کی درخواست لے کر جائیں گے تو کہیں گے کہ آپ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس زمانے گزرے اور وہ سب اسلام میں ہی گزرے ہیں اسی لئے فرمان الٰہی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کے آنے والے ہم نے ان کی بدکرداریوں کے باعث ہلاک کر دیا۔ مقصود یہ کہ ان باتوں کو سن کر مشرکین عرب ہوشیار ہو جائیں کیونکہ وہ سب سے افضل واعلیٰ نبی کو جھٹلا رہے ہیں۔ پس جب کہ ان سے کم مرتبہ نبیوں اور رسولوں کے جھٹلانے پر ایسے دہشت افزا عذاب سابقہ لوگوں پر نازل ہو چکے ہیں تو اس سید المرسلین امام الانبیاء ﷺ کے جھٹلانے پر ان سے بھی بدترین عذاب ان پر نازل ہوں گے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا۔ پس انہوں نے تکبر کیا۔ وہ سب تھے ہی گنہگار لوگ ○ ان کے پاس جب ہماری طرف سے حق آ پہنچا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے ○ موسیٰ نے کہا اس سچی بات کو جب کہ وہ تمہارے پاس آ چکی تم یوں کہہ رہے ہو؟ کیا یہ جادو ہے؟' سنو جادوگر کامیاب نہیں ہوتے ○ وہ کہنے لگے کہ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں اس دین سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے؟ اور تم دونوں کی ہی سرداری اس ملک میں ہو جائے؟ ہم تو تمہاری مان کر دینے کے نہیں ○

(آیت: ۷۵-۷۸) ان نبیوں کے بعد ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس بھیجا۔ اپنی دلیلیں اور حجتیں عطا فرما کر بھیجا۔ لیکن آل فرعون نے بھی اتباع حق سے تکبر کیا اور تھے بھی پکے مجرم اور قسمیں کھا کر کہا کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ حالانکہ دل قائل تھے کہ یہ حق ہے لیکن صرف اپنی بڑھی چڑھی خودرائی اور ظلم کی عادت سے مجبور تھے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ اللہ کے سچے دین کو جادو کہہ کر کیوں اپنی ہلاکت کو بلا رہے ہو؟ کہیں جادوگر بھی کامیاب ہوتے ہیں؟ ان پر اس نصیحت نے بھی الٹا اثر کیا اور دو اعتراض اور جڑ دیئے کہ تم تو ہمیں اپنے باپ دادا کی روش سے ہٹا رہے ہو اور اس سے نیت تمہاری یہی ہے کہ اس ملک کے مالک بن جاؤ۔ سو بکتے رہو۔ ہم تو تمہاری ماننے کے نہیں۔ اس قصے کو قرآن کریم میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ عجیب و غریب قصہ ہے۔ فرعون موسیٰ سے بہت ڈرتا بچتا رہا۔ لیکن قدرت نے حضرت موسیٰؑ کو اسی کے ہاں پلوایا اور شہزادوں کی طرح عزت کے گہوارے میں جھلایا۔ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو ایک ایسا سبب کھڑا کر دیا کہ یہاں سے آپ چلے گئے۔ پھر جناب باری نے ان سے خود کلام کیا۔ نبوت و رسالت دی اور اسی کے ہاں پھر بھیجا۔ فقط

ایک ہارون علیہ السلام کو ساتھ دے کر آپ نے یہاں آ کے اس عظیم الشان سلطان کے رعب و دبدبے کی کوئی پرواہ نہ کر کے اسے دین حق کی دعوت دی۔ اس سرکش نے اس پر بہت برا منایا اور کمینہ پن پر اتر آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں رسولوں کی خود ہی حفاظت کی۔ وہ وہ معجزات اپنے نبی کے ہاتھوں ظاہر کئے کہ ان کے دل ان کی نبوت مان گئے۔ لیکن تاہم ان کا نفس ایمان پر آمادہ نہ ہوا اور یہ اپنے کفر سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہوئے۔ آخر عذاب اللہ آ ہی گیا۔ اور ان کی جڑیں کاٹ دی گئیں۔ فالحمد للہ۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾

ع ۱۲ ۱۲

فرعون کہنے لگا کہ میرے پاس ہر ایک دانا جادوگر کو لے آؤ ○ جب جادوگر جمع ہو گئے تو موسیٰ نے کہا کہ تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے ڈال دو ○ جب انہوں نے ڈال دیا تو موسیٰ نے کہا' یہ جو کچھ تم لائے ہو یہ تو جادو ہے' اسے تو اللہ تعالیٰ ابھی درہم برہم کر دے گا۔ ایسے مفسدوں کا کام اللہ تعالیٰ سنوارتا نہیں ○ وہ تو حق کو اپنے فرمان سے ثابت کر دکھائے گا گو گنہگار اسے ناپسند کرتے ہیں ○

موسیٰ علیہ السلام بمقابلہ فرعونی ساحرین: ☆☆ (آیت: ۷۹-۸۲) سورہ اعراف' سورہ طہٰ' سورہ شعرا اور اس سورت میں بھی فرعونی جادوگروں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ بیان فرمایا گیا ہے۔ ہم نے اس پورے واقعہ کی تفصیل سورۂ اعراف کی تفسیر میں لکھدی ہے۔ فرعون نے جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ اس کے لئے انتظامات کئے۔ قدرت نے بھرے میدان میں اسے شکست فاش دی اور خود جادوگر حق کو مان گئے۔ وہ سجدے میں گر کر اللہ پر اور اس کے دونوں نبیوں پر وہیں ایمان لائے اور اپنے ایمان کا غیر مشتبہ الفاظ میں سب کے سامنے فرعون کی موجودگی میں اعلان کر دیا۔ اس وقت فرعون کا منہ کالا ہو گیا اور اللہ کے دین کا بول بالا ہوا۔ اس نے اپنی سپاہ اور جادوگروں کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ یہ آئے۔ صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے۔ فرعون نے ان کی کمر ٹھونکی۔ انعام کے وعدے دیئے' انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ بولو اب ہم پہلے اپنا کرتب دکھائیں یا تم پہل کرتے ہو۔ آپ نے اسی بات کو بہتر سمجھا کہ ان کے دل کی بھڑاس پہلے نکل جائے۔ لوگ ان کے تماشے اور باطل کے ہتھکنڈے پہلے دیکھ لیں۔ پھر حق آئے اور باطل کا صفایا کر جائے' یہ اچھا اثر ڈالے گا' اس لئے آپ نے انہیں فرمایا کہ تمہیں جو کچھ کرنا ہے' شروع کر دو۔ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر کے انہیں ہیبت زدہ کرنے کا زبردست مظاہرہ کیا۔ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں بھی خطرہ پیدا ہو گیا۔ فوراً اللہ کی طرف سے وحی اتری کہ خبردار ڈرنا مت۔ اپنے دائیں ہاتھ کی لکڑی زمین پر ڈال دے۔ وہ ان کے سب ڈھکوسلے صاف کر دے گی۔ یہ جادو کے مکر کی صفت ہے۔ اس میں اصلیت کہاں۔ انہیں اوج و فلاح کیسے نصیب ہو؟ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام سنبھل گئے اور زور دے کر پیشگوئی کی کہ تم تو یہ سب جادو کے کھلونے بنا لائے ہو۔ دیکھنا اللہ تعالیٰ انہیں ابھی درہم برہم کر دے گا۔ تم فسادیوں کے اعمال دیرپا ہو ہی نہیں سکتے۔ حضرت لیث بن ابی سلیمؒ فرماتے ہیں' مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ان آیتوں میں اللہ کے حکم سے جادو کی شفا ہے۔ ایک برتن میں پانی لے کر اس پر یہ آیتیں

پڑھ کر دم کر دی جائیں اور جس پر جادو کر دیا گیا ہو اس کے سر پر وہ پانی بہا دیا جائے فَلَمَّآ اَلْقَوْا سے کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ تک یہ آیتیں اور آیت فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ سے چار آیتوں تک اور آیت اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (ابن ابی حاتم)۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۸۳

پس فرعون کی قوم کی کچھ اولاد کے سوا موسیٰ پر کوئی بھی ایمان نہ لایا۔ فرعون اور اپنی قوم کے ڈر کی وجہ کہ کہیں وہ انہیں تکلیف نہ پہنچائے اس ملک میں فرعون تھا بھی سرکش اور تھا بھی وہ انصاف کی حد سے گزر جانے والوں میں ○

بزدلی ایمان کے درمیان دیوار بن گئی: ☆☆ (آیت:۸۳) ان زبردست روشن دلیلوں اور معجزوں کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت کم فرعونی ایمان لا سکے۔ کیونکہ ان کے دل میں فرعون کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ خبیث رعب دبدبے والا بھی تھا اور ترقی پر بھی تھا۔ حق ظاہر ہو گیا تھا لیکن کسی کو اس کی مخالفت کی جرأت نہیں تھی۔ ہر ایک کو خوف تھا کہ اگر آج میں ایمان لے آیا تو کل اس کی سخت سزاؤں سے مجبور ہو کر دین حق چھوڑنا پڑے گا۔ پس بہت کم ایسے جانباز موحد نکلے جنہوں نے اس کی سلطنت اور سزا کی کوئی پرواہ نہ کی اور حق کے سامنے سر جھکا دیا۔ ان میں خصوصیت سے قابل ذکر فرعون کی بیوی تھی۔ اس کی آل کا ایک اور شخص تھا ایک جو فرعون کا خزانچی تھا۔ اس کی بیوی تھی وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اس سے حضرت موسیٰ پر بنی اسرائیل کی تھوڑی سی تعداد کا ایمان لانا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ذریت سے مراد قلیل ہے یعنی بہت کم لوگ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اولاد بھی مراد ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰؑ نبی بن کر آئے اس وقت جو لوگ تھے ان کی موت کے بعد ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ ایمان لائے۔ امام ابن جریرؒ تو قول مجاہدؒ کو پسند فرماتے ہیں کہ قَوْمِهٖ میں ضمیر کا مرجع حضرت موسیٰؑ ہیں کیونکہ یہی نام اس سے قریب ہے۔ لیکن یہ محل نظر ہے کیونکہ ذریت کے لفظ کا تقاضا جوان اور کم عمر لوگ ہیں اور بنو اسرائیل تو سب کے سب مومن تھے جیسا کہ مشہور ہے۔ یہ تو حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خوشیاں منا رہے تھے۔ ان کی کتابوں میں تو موجود تھا کہ اس طرح نبی اللہ آئیں گے اور ان کے ہاتھوں انہیں فرعون کی غلامی کی ذلت سے نجات ملے گی۔ ان کی کتابوں کی یہی بات تو فرعون کے ہوش و حواس گم کئے ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس نے حضرت موسیٰ کی دشمنی پر کمر کس لی تھی اور آپ کی نبوت کے ظاہر ہونے سے پہلے اور آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے آ جانے کے بعد ہم تو اس کے ہاتھوں بہت ہی تنگ کئے گئے ہیں۔ آپ نے انہیں تسلی دی کہ جلدی نہ کرو۔ اللہ تمہارے دشمن کا ناس کرے گا۔ تمہیں ملک کا مالک بنائے گا۔ پھر دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو؟ پس یہ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس آیت سے مراد قوم موسیٰ کی نئی نسل ہو۔ اور یہ کہ بنو اسرائیل میں سے سوائے قارون کے اور کوئی دین کا چھوڑنے والا ایسا نہ تھا جس کے فتنے میں پڑ جانے کا خوف ہو۔ قارون گو قوم موسیٰ میں سے تھا لیکن وہ باغی تھا۔ فرعون کا دوست تھا۔ اس کے حاشیہ نشینوں میں تھا' اس سے گہرے تعلق رکھتا تھا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ملهم میں ضمیر فرعون کی طرف عائد ہے اور بطور اس کی تابعداری کرنے والوں کی زیادتی کے ضمیر جمع کی لائی گئی ہے۔ یا یہ کہ فرعون سے پہلے لفظ ال جو مضاف تھا' محذوف کر دیا گیا ہے۔ اور مضاف الیہ اس کے قائم مقام رکھ دیا ہے۔ انکا قول بھی بہت دور کا ہے۔ گو امام ابن

جریرؒ نے بعض نحویوں سے بھی ان دونوں اقوال کی حکایت کی ہے اور اس سے اگلی آیت جو آ رہی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے کہ بنی اسرائیل سب مومن تھے۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

موسیٰ نے کہا' میری قوم کے لوگو! اگر تمہارا اللہ پر ایمان ہے اور تم سچے حکم بردار ہو تو تم اسی پر پورا بھروسہ بھی کرو ○ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا بھروسہ اللہ ہی پر ہے' اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ظالم لوگوں کے لئے فتنہ نہ بنا ○ اور ہمیں اپنی رحمت سے اس کافر قوم سے نجات عطا فرما ○

اللہ پہ مکمل بھروسہ ایمان کی روح ہے: ☆☆ (آیت: ۸۴-۸۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں کہ اگر تم مومن مسلمان ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جو اس پر بھروسہ کرے' وہ اسے کافی ہے عبادت و توکل دونوں ہم پلہ چیزیں ہیں۔ فرمان اللہ ہے فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اسی کی عبادت کر اور اسی پر بھروسہ رکھ۔ ایک اور آیت میں اپنے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے۔ کہہ دے کہ اِلٰہ رحمان پر ہم ایمان لائے اور اسی کی ذات پاک پر ہم نے توکل کیا۔ فرماتا ہے۔ مشرق و مغرب کا رب جو عبادت کے لائق معبود ہے' جس کے سوا پرستش کے لائق اور کوئی نہیں۔ تو اسی کو اپنا وکیل و کارساز بنا لے۔ تمام ایمانداروں کو جو سورت پانچوں نمازوں میں تلاوت کرنے کا حکم ہوا' اس میں بھی ان کی زبانی اقرار کرایا گیا کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ بنو اسرائیل نے اپنے نبی علیہ السلام کا یہ حکم سن کر اطاعت کی اور جواباً عرض کیا کہ "ہمارا بھروسہ اپنے رب پر ہی ہے۔ پروردگار تو ہمیں ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنانا کہ وہ ہم پر غالب رہ کر یہ سمجھنے نہ لگیں کہ اگر یہ حق پر ہوتے اور ہم باطل پر ہوتے تو ہم ان پر غالب کیسے رہ سکتے"؟ یہ مطلب بھی اس دعا کا بیان کیا گیا ہے کہ "اللہ ہم پر ان کے ہاتھوں عذاب مسلط نہ کرانا' نہ اپنے پاس سے کوئی عذاب ہم پر نازل فرما کہ یہ لوگ کہنے لگیں کہ اگر بنی اسرائیل حق پر ہوتے تو ہماری سزائیں کیوں بھگتتے یا اللہ کے عذاب ان پر کیوں اترتے؟ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر یہ ہم پر غالب رہے تو ایسا نہ ہو کہ یہ کہیں ہمارے سچے دین سے ہمیں ہٹانے کے لئے کوششیں کریں اور اے پروردگار ان کافروں سے جنہوں نے حق سے انکار کر دیا ہے' حق' کو چھپا لیا ہے تو ہمیں نجات دے۔ ہم تجھ پر ایمان لائے ہیں اور ہمارا بھروسہ صرف تیری ذات پاک پر ہے۔"

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے مصر کے گھروں میں جگہ کرو اور اپنے گھر قبلہ بنا لو اور نماز کو قائم رکھو اور تو ایمانداروں کو بشارت سنا دے ○

قوم فرعون سے بنی اسرائیل کی نجات: ☆☆ (آیت: ۸۷) بنی اسرائیل کا فرعون اور فرعون کی قوم سے نجات پانا' اس کی کیفیت بیان ہو رہی ہے۔ دونوں نبیوں کو اللہ کی وحی ہوئی کہ "اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بنا لو۔ اور اپنے گھروں کو مسجدیں مقرر کر لو۔ اور خوف کے وقت گھروں میں ہی نماز ادا کر لیا کرو"۔ چنانچہ فرعون کی سختی بہت بڑھ گئی تھی۔ اس لئے انہیں کثرت سے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا۔ یہی حکم اس امت کو ہے کہ ایماندارو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ حضور ﷺ کی عادت مبارک بھی یہی تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ ہوتی فوراً نماز کے لئے

کھڑے ہو جاتے۔ یہاں بھی حکم ہوتا ہے کہ اپنے گھروں کو قبلہ بنالو۔ اے نبی ﷺ ان مومنوں کو تم بشارت دو انہیں دار آخرت میں ثواب ملے گا اور دنیا میں ان کی تائید ونصرت ہوگی۔ اسرائیلیوں نے اپنے نبی سے کہا تھا کہ فرعونیوں کے سامنے ہم اپنی نماز اعلان سے نہیں پڑھ سکتے تو اللہ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے گھر قبلہ رو ہو کر وہیں نماز ادا کر سکتے ہو۔ اپنے گھر آمنے سامنے بنانے کا حکم ہو گیا۔

وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

موسیٰ نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی کی آرائش اور مال دے رکھا ہے۔ اے ہمارے رب یہ اس لئے کہ وہ تیری راہ سے بہکاتے پھریں اے پروردگار تو ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو اور سخت کر دے کہ وہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی۔ اب تم استقلال رکھو اور بے علموں کی راہ کے پیچھے ہرگز نہ لگو ○

فرعون کا تکبر اور موسیٰ علیہ السلام کی بددعا: ☆☆ (آیت: ۸۸-۸۹) جب فرعون اور فرعونیوں کا تکبر، تجبر، تعصب بڑھتا ہی گیا۔ ظلم وستم بے رحمی اور جفا کاری انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ کے صابر نبیوں نے ان کے لئے بددعا کی کہ یا اللہ تو نے انہیں اور دنیا کی زینت مال خوب خوب دیا اور تو بخوبی جانتا ہے کہ وہ تیرے حکم کے مطابق مال خرچ نہیں کرتے یہ صرف تیری طرف سے انہیں ڈھیل اور مہلت ہے۔ یہ مطلب تو ہے جب لِيَضِلُّوْا پڑھا جائے جو ایک قرات ہے اور جب لِيُضِلُّوْا پڑھیں تو مطلب یہ ہے کہ یہ اس لئے کہ وہ اوروں کو گمراہ کریں جن کی گمراہی تیری چاہت میں ہے۔ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ یہی لوگ اللہ کے محبوب ہیں ورنہ اتنی دولت مندی اور اس قدر عیش وعشرت انہیں کیوں نصیب ہوتا؟ اب ہماری دعا ہے کہ ان کے یہ مال تو غارت اور تباہ کر دے۔ چنانچہ ان کے تمام مال اسی طرح پتھر بن گئے۔ سونا چاندی ہی نہیں بلکہ کھیتیاں تک پتھر کی ہو گئیں۔ حضرت محمد بن کعب اس سورہ یونس کی تلاوت امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کر رہے تھے۔ جب اس آیت تک پہنچے تو خلیفتہ المسلمین نے سوال کیا کہ یہ طمس کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ان کے مال پتھر بنا دیئے گئے تھے۔ حضرت عمر نے اپنا صندوقچہ منگوا کر اس میں سے سفید چنا نکال کر دکھایا جو پتھر بن گیا تھا اور دعا کی کہ پروردگار ان کے دل سخت کر دے۔ ان پر مہر لگا دے کہ انہیں عذاب دیکھنے تک ایمان لانا نصیب نہ ہو۔ یہ بددعا صرف دینی حمیت اور دینی دل سوزی کی وجہ سے تھی۔ یہ غصہ اللہ اور اسکے دین کی خاطر تھا جب دیکھ لیا اور مایوسی کی حد آ گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے کہ الٰہی زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ ورنہ اوروں کو بھی بہکائیں گے اور جو نسل ان کی ہو گی وہ بھی انہی جیسی بے ایمان بدکار ہو گی۔ جناب باری نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون دونوں بھائیوں کی یہ دعا قبول فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے جاتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے جاتے تھے۔ اسی وقت وحی آئی کہ ''تمہاری یہ دعا مقبول ہو گئی'' سے دلیل پکڑی گئی ہے کہ آمین کا کہنا بمنزلہ دعا کرنے کے ہے کیونکہ دعا کرنے والے صرف حضرت موسیٰ تھے۔ آمین کہنے والے حضرت ہارونؑ تھے لیکن اللہ نے دعا کی نسبت دونوں کی طرف کی۔ پس مقتدی کے آمین کہہ لینے سے گویا فاتحہ کا پڑھ لینے والا ہے۔ پس اب تم دونوں بھائی میرے حکم پر مضبوطی سے جم جاؤ۔ جو میں کہوں بجا لاؤ۔ اس دعا کے بعد فرعون چالیس ماہ زندہ رہا۔ کوئی کہتا ہے چالیس دن۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۹۰

ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار کر دیا۔ فرعون اپنے لشکروں سمیت ظلم و زیادتی سے ان کے پیچھے لگ گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے کی مصیبت نے آ دبوچا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں بجز اس اللہ کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں شامل ہوتا ہوں ○

دریائے نیل' فرعون اور قوم بنی اسرائیل: ☆☆ (آیت: ۹۰) فرعون اور اس کے لشکریوں کے غرق ہونے کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ بنی اسرائیل جب اپنے نبی کے ساتھ چھ لاکھ کی تعداد میں جو بال بچوں کے علاوہ تھی' مصر سے نکل کھڑے ہوئے اور فرعون کو یہ خبر پہنچی تو اس نے بڑا ہی تاؤ کھایا اور زبردست لشکر جمع کر کے اپنے تمام لوگوں کو لے کر ان کے پیچھے لگا۔ اس نے تمام لاؤ لشکر کو تمام سرداروں' فوجوں' رشتے کنبے کے تمام لوگوں اور کل ارکان سلطنت کو اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ اپنے پورے ملک میں کسی صاحب حیثیت شخص کو باقی نہیں چھوڑا تھا۔ بنی اسرائیل جس راہ گئے تھے' اسی راہ یہ بھی نہایت تیزی سے جا رہا تھا۔ ٹھیک سورج چڑھے' اس نے انہیں اور انہوں نے اسے دیکھ لیا۔ بنی اسرائیل گھبرا گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے' لو اب پکڑ لئے گئے کیونکہ سامنے دریا تھا اور پیچھے لشکر فرعون۔ نہ آگے بڑھ سکتے تھے' نہ پیچھے ہٹ سکتے تھے' آگے بڑھتے تو ڈوبتے۔ پیچھے ہٹتے تو قتل ہوتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں تسکین دی اور فرمایا' میں اللہ کے بتائے ہوئے راستے سے تمہیں لئے جا رہا ہوں۔ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے کوئی نہ کوئی نجات کی راہ بتلا دے گا۔ تم بے فکر رہو۔ وہ سختی کو آسانی سے' تنگی کو فراخی سے بدلنے پر قادر ہے۔ اسی وقت وحی ربانی آئی کہ اپنی لکڑی دریا پر مار دے۔ آپ نے یہی کیا۔ اس وقت پانی پھٹ گیا' راستے دے دیئے اور پہاڑوں کی طرح پانی کھڑا ہو گیا۔ ان کے بارہ قبیلے تھے۔ بارہ راستے دریا میں بن گئے۔ تیز اور سوکھی ہوائیں چل پڑیں جس نے راستے خشک کر دیئے۔ اب نہ تو فرعونیوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہونے کا کھٹکا رہا' نہ پانی میں ڈوب جانے کا۔ ساتھ ہی قدرت نے پانی کی دیواروں میں طاق اور سوراخ بنا دیئے کہ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ کو بھی دیکھ سکے۔ تاکہ دل میں یہ خدشہ بھی نہ رہے کہ کہیں وہ ڈوب نہ گیا ہو۔ بنو اسرائیل ان راستوں سے جانے لگے اور دریا پار اتر گئے۔ انہیں پار ہوتے ہوئے فرعونی دیکھ رہے تھے۔ جب یہ سب کے سب اس کنارے پہنچ گئے' اب لشکر فرعون بڑھا اور سب کے سب دریا میں اتر گئے۔ ان کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس ایک لاکھ گھوڑے تو صرف سیاہ رنگ کے تھے۔ جو باقی رنگ کے تھے' ان کی تعداد کا خیال کر لیجئے۔ فرعون بڑا کائیاں تھا۔ دل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت جانتا تھا۔ اسے یہ رنگ دیکھ کر یقین ہو چکا تھا کہ یہ بھی بنی اسرائیل کی غیبی تائید ہوئی ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں سے واپس لوٹ جائے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہو چکی تھی۔ قدرت کا قلم چل چکا تھا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار آ گئے۔ ان کے جانور کے پیچھے فرعون کا گھوڑا لگ گیا۔ آپ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ فرعون کا گھوڑا اسے گھسیٹتا ہوا دریا میں اتر گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز لگائی کہ بنی اسرائیل گزر گئے اور تم یہاں ٹھہر گئے' چلو ان کے پیچھے۔ اپنے گھوڑے بھی میری طرح دریا میں ڈال دو۔ اسی وقت ساتھیوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو مہمیز کیا۔ حضرت میکائیل علیہ السلام اس گروہ کے پیچھے تھے تاکہ ان کے جانوروں کو ہنکائیں غرض بغیر ایک کے بھی باقی رہے سب دریا اتر گئے۔ جب یہ سب اندر پہنچ گئے اور ان کا سب سے آگے کا حصہ دوسرے کنارے کے قریب پہنچ چکا' اسی وقت جناب باری قادر و قیوم کا دریا کو حکم ہوا کہ اب مل جا اور ان کو ڈبو دے۔ پانی کے پتھر بنے ہوئے پہاڑ فوراً پانی ہو گئے اور اسی وقت یہ سب غوطے کھانے لگے اور فوراً ڈوب گئے۔ ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا۔ پانی کی موجوں نے انہیں اوپر تلے کر کر کے ان

کے جوڑ جوڑ الگ الگ کر دیئے فرعون جب موجوں میں پھنس گیا اور سکرات موت کا اسے مزہ آنے لگا تو کہنے لگا کہ میں لاشریک رب واحد پر ایمان لاتا ہوں۔ جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں۔

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۱۰

کیا اب؟ حالانکہ تو اس سے پہلے خوب نافرمانیاں کر چکا ہے اور مفسدوں میں رہ چکا ہے ○ اچھا آج ہم تیرے جسم کو بچالیں گے کہ تو اپنے بعد والوں کے لئے نشان بن جائے' بے شک اکثر لوگ ہماری آیتوں سے البتہ غافل ہیں ○

(آیت: ۹۱-۹۲) ظاہر ہے کہ عذاب کے دیکھ چکنے کے بعد عذاب کے آ جانے کے بعد ایمان سودمند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو فرما چکا ہے اور یہ قاعدہ جاری کر چکا ہے۔ اسی لئے فرعون کو جواب ملا کہ اس وقت یہ کہتا ہے حالانکہ اب تک شر و فساد پر تلا رہا۔ پوری عمر اللہ کی نافرمانیاں کرتا رہا۔ ملک میں فساد مچاتا رہا۔ خود گمراہ ہو کر اوروں کو بھی راہ حق سے روکتا رہا۔ لوگوں کو جہنم کی طرف بلانے کا امام تھا۔ قیامت کے دن بے یار و مددگار رہے گا۔ فرعون کا اس وقت کا قول اللہ تعالیٰ علام الغیوب نے اپنے علم غیب سے آنحضرت ﷺ سے بیان فرمایا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس واقعے کی خبر دیتے وقت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ کاش آپ اس وقت ہوتے اور دیکھتے کہ میں اس کے منہ میں کیچڑ ٹھونس رہا تھا اس خیال سے کہ کہیں اس کی بات پوری ہونے پر رحمت اللہ اس کی دست گیری نہ کر لے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ڈوبتے وقت فرعون نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اپنے ایمان کا اقرار کرنا شروع کیا جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے منہ میں مٹی بھرنی شروع کی۔ اس فرعون کثیر بن زاذان ملعون کا منہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت بند کر رہے تھے اور اس کے منہ میں کیچڑ ٹھونس رہے تھے۔ واللہ اعلم۔ کہتے ہیں کہ بعض بنی اسرائیل کو فرعون کی موت میں شک پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ اس کی لاش بلند ٹیلے پر خشکی میں ڈال دے تاکہ یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور ان کا معائنہ کر لیں۔ چنانچہ اس کا جسم مع اس کے لباس کے خشکی پر ڈال دیا گیا تاکہ بنی اسرائیل کو معلوم ہو جائے اور ان کیلئے نشانی اور عبرت بن جائے۔ وہ جان لیں کہ غضب الٰہی کو کوئی چیز دفعہ نہیں کر سکتی۔ باوجود ان کھلے واقعات کے بھی اکثر لوگ ہماری آیتوں سے غفلت برتتے ہیں۔ کچھ نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ ان فرعونیوں کا غرق ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مع مسلمانوں کے نجات پانا عاشورے کے دن ہوا تھا۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو یہودیوں کو اس دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہتے تھے کہ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے تھے۔ آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ تم تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بہ نسبت ان کے زیادہ حقدار ہو۔ تم بھی اس عاشورے کے دن کا روزہ رکھو۔

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

ہم نے بنی اسرائیل کو بہت اچھا مقام رہنے کو دیا اور ستھری نفیس چیزیں کھانے کو دیں' پس باوجود علم کے آ جانے کے انہوں نے آپس میں اختلاف کیا' تیرا رب ان میں قیامت کے دن ان تمام امور کا فیصلہ کر دیگا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ○

بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات: ☆☆ (آیت:۹۳) اللہ نے جو نعمتیں بنی اسرائیل پر انعام فرمائیں' ان کا ذکر ہو رہا ہے کہ شام اور ملک مصر میں بیت المقدس کے آس پاس انہیں جگہ دی۔ تمام و کمال ملک مصر پر ان کی حکومت ہوگئی۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد دولت موسویہ قائم ہوگئی۔ جیسے قرآن میں بیان ہے کہ ہم نے ان کمزور بنی اسرائیلیوں کو مشرق و مغرب کے ملک کا مالک کر دیا۔ برکت والی زمین ان کے قبضے میں دے دی اور ان پر اپنی سچی بات کی سچائی کھول دی۔ ان کے صبر کا پھل انہیں مل گیا۔ فرعون' فرعونی اور ان کی کاریگریاں سب نیست و نابود ہوگئیں۔ اور آیتوں میں ہے کہ ہم نے فرعونیوں کو باغوں سے' چشموں سے' خزانوں سے' بہترین مقامات اور مکانات سے نکال باہر کیا۔ اور بنی اسرائیل کے قبضے میں یہ سب کچھ کر دیا۔ اور آیتوں میں ہے کم ترکوا من جنات الخ' باوجود اس کے خلیل الرحمٰنؑ کے شہر بیت المقدس کی محبت ان کے دل میں چٹکیاں لیتی رہی۔ وہاں عمالقہ کی قوم کا قبلہ تھا۔ انہوں نے اپنے پیغمبر علیہ السلام سے درخواست کی' انہیں جہاد کا حکم ہوا۔ یہ نامردی کر گئے' جس کے بدلے انہیں چالیس سال تک میدان تیہ میں سرگرداں پھرنا پڑا۔ وہیں حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا۔ ان کے بعد یہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر بیت المقدس کو فتح کیا۔ یہاں بخت نصر کے زمانے تک انہی کا قبضہ رہا۔ پھر کچھ مدت کے بعد دوبارہ انہوں نے اسے لے لیا۔

پھر یونانی بادشاہوں نے وہاں قبضہ کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک وہاں یونانیوں کا ہی قبضہ رہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ضد میں ان ملعون یہودیوں نے شاہ یونان سے ساز باز کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے احکام انہیں باغی قرار دے کر نکلوا دیئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو تو اپنی طرف چڑھا لیا اور آپ کے کسی حواری پر آپ کی شباہت ڈال دی۔ انہوں نے آپ کے دھوکے میں اسے قتل کر دیا اور سولی پر لٹکا دیا۔ یقیناً جناب روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام ان کے ہاتھوں قتل نہیں ہوئے۔ انہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف بلند کر لیا۔ اللہ عزیز و حکیم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً تین سو سال بعد قسطنطین نامی یونانی بادشاہ عیسائی بن گیا۔ وہ بڑا پاجی اور مکار تھا۔ دین عیسوی میں یہ بادشاہ صرف سیاسی منصوبوں کے پورا کرنے اور اپنی سلطنت کو مضبوط کرنے اور دین نصاریٰ کو بدل ڈالنے کے لئے گھسا تھا۔ حیلہ اور مکر و فریب اور چال کے طور پر یہ مسیحی بنا تھا کہ مسیحیت کی جڑیں کھوکھلی کر دے۔

نصرانی علماء اور درویشوں کو جمع کر کے ان سے قوانین شریعت کے مجموعے کے نام سے نئی نئی تراشی ہوئی باتیں لکھوا کر ان بدعتوں کو نصرانیوں میں پھیلا دیا اور اصل کتاب و سنت سے انہیں ہٹا دیا۔ اس نے کلیسیاء' گرجے' خانقاہیں' ہیکلیں وغیرہ بنوائیں اور بیسیوں قسم کے مجاہدے اور نفس کشی کے طریقے اور طرح طرح کی عبادتیں' ریاضتیں نکال کر لوگوں میں اس نئے دین کی خوب اشاعت کی اور حکومت کے زور اور زر کے لالچ سے اسے دور تک پہنچا دیا۔ جو بے چارے موحد' متبع انجیل اور سچے تابعدار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصلی دین پر قائم رہے' انہیں ان ظالموں نے شہر بدر کر دیا۔ یہ لوگ جنگلوں میں رہنے سہنے لگے اور یہ نئے دین والے جن کے ہاتھوں میں تبدیلی اور مسخ والا دین رہ گیا تھا' اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام جزیرہ روم پر چھا گئے۔ قسطنطنیہ کی بنیادیں اس نے رکھیں۔ بیت اللحم اور بیت المقدس کے کلیسیا اور حواریوں کے شہر سب اسی کے بسائے ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی شاندار دیرپا اور مضبوط عمارتیں اس نے بنوائیں۔ صلیب کی پرستش' مشرق کا قبلہ' کنیسوں کی تصویریں' سور کا کھانا وغیرہ یہ سب چیزیں نصرانیت میں اسی نے داخل کیں۔ فروع اصول سب بدل کر دین مسیحی کو الٹ پلٹ کر دیا۔ امانت کبیرہ اسی کی ایجاد ہے جو در اصل ذلیل ترین خیانت ہے۔ لمبے چوڑے' فقہی مسائل کی کتابیں اسی نے لکھوائیں۔ اب بیت المقدس انہی کے ہاتھوں میں رہا یہاں تک کہ صحابہؓ رسول ﷺ نے اسے فتح کیا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہ مقدس شہر اس مقدس جماعت کے قبضے میں آیا۔ الغرض یہ پاک جگہ انہیں ملی تھی اور پاک روزی اللہ نے دے رکھی تھی جو شرعاً بھی حلال اور طبعاً بھی طیب۔ افسوس باوجود اللہ کی کتاب ہاتھ میں ہونے کے انہوں نے اختلاف بازی اور فرقہ بندی شروع کر دی۔ ایک دو نہیں بہتر فرقے قائم ہو

گئے۔ اللہ اپنے رسول پر درود و سلام نازل فرمائے۔ آپ نے ان کی اس پھوٹ کا ذکر فرما کر فرمایا کہ میری امت میں بھی یہی بیماری پھیلے گی اور ان کے تہتر فرقے ہو جائیں گے جن میں سے ایک جنتی باقی سب دوزخی ہوں گے۔ پوچھا گیا کہ جنتی کون ہیں؟ فرمایا وہ جو اس پر ہوں جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (مستدرک حاکم) اللہ فرماتا ہے ان کے اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن میں آپ ہی کروں گا۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

جو کچھ ہم نے تیری جانب نازل فرمایا ہے اس میں سے کسی بات میں بھی تجھے شک ہو تو ان سے دریافت کر لے جو تجھ سے پہلے کتاب اللہ پڑھتے آئے ہیں یقیناً تیرے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے۔ تجھے ہرگز شک وشبہ کرنے والوں میں نہ ہونا چاہئے ○ تو ان میں سے بھی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں ورنہ تو نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جائے گا ○ جس پر تیرے پروردگار کی بات ٹھیک اتر آئی ہے وہ تو ایمان لانے کے نہیں ○ اگرچہ ان کے پاس سب نشانیاں آ جائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں ○

ٹھوس دلائل کے باوجود انکار قابل مذمت ہے: ☆☆ (آیت: ۹۴-۹۷) جب یہ آیت اتری تو حضور ﷺ نے فرمایا' نہ مجھے کچھ شک نہ مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت۔ پس اس آیت سے مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ کی امت کے ایمان کی مضبوطی کی جائے اور ان سے بیان کیا جائے کہ اگلی الہامی کتابوں میں بھی ان کے نبی کی صفتیں موجود ہیں' خود اہل کتاب بھی بخوبی واقف ہیں۔ جیسے آیت اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ الخ' میں ہے۔ ان لوگوں پر تعجب اور افسوس ہے' ان کی کتابوں میں اس نبی آخر الزمان کی تعریف و توصیف اور جان پہچان ہونے کے باوجود بھی ان کتابوں کے احکام کو خلط ملط کرتے اور تحریف و تبدیل کر کے بات بدل دیتے ہیں اور دلیل سامنے ہونے کے باوجود انکاری رہتے ہیں۔ شک وشبہ کی ممانعت کے بعد آیات اللہ کی تکذیب کی ممانعت ہوئی۔ پھر بدقسمت لوگوں کے ایمان سے ناامیدی دلائی گئی جب تک کہ وہ عذاب نہ دیکھ لیں' ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ تو اس وقت ایمان لائیں گے جس وقت ایمان لانا بے سود ہو گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لئے اور فرعونیوں کے لئے یہی بددعا کی تھی۔ ان کی جہالت اس درجے پر پہنچ چکی ہے کہ بالفرض ہم اپنے فرشتوں کو ان پر اتاریں' مردے ان سے بولیں۔ ہر پوشیدہ چیز سامنے آ جائے جب بھی انہیں ایمان نصیب نہیں ہو گا ہاں مرضی مولیٰ اور چیز ہے۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

پس کیوں نہ ہوئی ایسی بستی جو ایمان لاتی اور اسے اس کا ایمان نفع دیتا سوائے یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لائی' ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں رسوا

کرنے والا عذاب دور کر دیا اور اور انہیں ایک معین وقت تک فائدہ دیا ○

افسوس انسان نے اکثر حق کی مخالفت کی: ☆☆ (آیت: ۹۸) کسی بستی کے تمام باشندے کسی نبی پر کبھی ایمان نہیں لائے۔ یا تو سب نے ہی کفر کیا یا اکثر نے۔ سورہ یاسین میں فرمایا' بندوں پر افسوس ہے' ان کے پاس جو رسول آئے' انہوں نے ان کا مذاق اڑایا۔ ایک آیت میں ہے ان سے پہلے جو رسول آئے' انہیں لوگوں نے جادوگر یا مجنون کا ہی خطاب دیا۔ تجھ سے پہلے جتنے رسول آئے' سب کو ان کی قوم کے سرکشوں' ساہوکاروں نے یہی کہا کہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو جس لکیر پر پایا' اسی کے فقیر بنے رہیں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں' مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے۔ کسی نبی کے ساتھ تو لوگوں کا ایک گروہ تھا۔ کسی کے ساتھ صرف ایک آدمی' کسی کے ساتھ صرف دو' کوئی محض تنہا۔ پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کی کثرت کا بیان کیا۔ پھر اپنی امت کا اس سے بھی زیادہ ہونا' زمین کے مشرق و مغرب کی سمت کو ڈھانپ لینا بیان فرمایا۔ الغرض تمام انبیاء میں سے کسی کی ساری امت نے انہیں نبی نہیں مانا۔ سوائے اہل نینوی کے جو حضرت یونس علیہ السلام کی امت کے لوگ تھے۔ یہ بھی اس وقت جب نبی علیہ السلام کی زبان سے عذاب کی خبر معلوم ہوگئی۔ پھر اس کے ابتدائی آثار بھی دیکھ لئے۔ ان کے نبی علیہ السلام انہیں چھوڑ کر چلے بھی گئے' اس وقت یہ سارے کے سارے اللہ کے سامنے جھک گئے۔ اس سے فریاد شروع کی۔ اس کی جناب میں عاجزی اور گریہ وزاری کرنے لگے۔ اپنی مسکینی ظاہر کرنے لگے۔ اور دامن رحمت سے لپٹ گئے۔ سارے کے سارے میدان میں نکل کھڑے ہوئے۔ اپنی بیویوں' بچوں اور جانوروں کو بھی ساتھ اٹھا کر لے گئے۔ اور آنسوؤں کی جھڑیاں لگا کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے' دعائیں مانگنے لگے کہ یا رب عذاب ہٹا لے۔ رحمت رب جوش میں آئی۔ پروردگار نے ان سے عذاب ہٹا لیا اور دنیا کی رسوائی کے عذاب سے انہیں بچا لیا۔ اور ان کی عمر تک کی انہیں مہلت دے دی اور اس دنیا کا فائدہ انہیں پہنچایا۔ یہاں جو فرمایا کہ دنیا کا عذاب ان سے ہٹا لیا۔

اس سے بعض نے کہا ہے کہ اخروی عذاب دور نہیں۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں اس لئے کہ دوسری آیت میں ہے فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں زندگی کا فائدہ دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ ایمان لائے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایمان آخرت کے عذاب سے نجات دینے والا ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں' آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی بستی اہل کفر کا عذاب دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا ان کیلئے نفع بخش ثابت نہیں ہوا سوائے قوم یونس علیہ السلام کی قوم کے کہ جب انہیں دیکھا کہ ان کے نبی ان میں سے نکل گئے اور انہوں نے خیال کر لیا کہ اب اللہ کا عذاب آیا چاہتا ہے' اسی وقت توبہ استغفار کرنے لگے۔ ٹاٹ پہن کر خشوع وخضوع سے میلے کچیلے میدان میں آ کھڑے ہوئے۔ بچوں کو ماؤں سے دور کر دیا۔ جانوروں کے تھنوں سے ان کے بچوں کو الگ کر دیا۔ اب جو رونا دھونا اور فریاد شروع کی تو چالیس دن رات اسی طرح گزار دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی سچائی دیکھ لی۔ ان کی توبہ وندامت قبول فرمائی اور ان سے عذاب دور کر دیا۔ یہ لوگ موصل کے شہر نینوی کے رہنے والے تھے۔ فَلَوْ لَا کی فَهَلَّا قرات بھی ہے۔ ان کے سروں پر عذاب رات کی سیاہی کے ٹکڑوں کی طرح گھوم رہا تھا۔ ان کے علماء نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ جنگل میں نکل کھڑے ہو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ ہم سے اپنے عذاب دور کر دے اور یہ کہو یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ یَا حَیُّ مُحْیِیْ الْمَوْتٰی یَا حَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ قوم یونس کا پورا قصہ سورہ والصافات کی تفسیر میں ان شاء اللہ العزیز ہم بیان کریں گے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اگر تیرا رب چاہتا تو زمین والے سب کے سب سارے ہی ایمان دار ہو جاتے' تو کیا تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں؟ ○ بغیر اللہ کی مرضی کے کوئی شخص ایمان لا ہی نہیں سکتا' اللہ تعالٰی گندگی کو تو انہیں پر ڈالتا ہے جو عقل سمجھ نہیں رکھتے ○

اللہ کی حکمت سے کوئی آگاہ نہیں: ☆☆ (آیت:۹۹۔۱۰۰) اللہ کی حکمت ہے کہ کوئی ایمان لائے اور کسی کو ایمان نصیب ہی نہ ہو۔ ورنہ اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو تمام انسان ایمان دار ہو جاتے۔ اگر وہ چاہتا تو سب کو ایک ہی دین پر کاربند کر دیتا۔ لوگوں میں اختلاف تو باقی ہی رہے۔ سوائے ان کے جن پر رب کا رحم ہوا' انہیں اسی لئے پیدا کیا ہے' تیرے رب کا یہ فرمان حق ہے کہ جہنم انسانوں اور جنوں سے پر ہوگی۔ کیا ایماندار ناامید نہیں ہو گئے؟ یہ کہ اللہ اگر چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت کر سکتا تھا۔ یہ تو ناممکن ہے کہ تو ایمان ان کے دلوں کے ساتھ چپکا دے' یہ تیرے اختیار سے باہر ہے۔ ہدایت' ضلالت اللہ کے ہاتھ ہے۔ تو ان پر افسوس اور رنج وغم نہ کر۔ اگر یہ ایمان نہ لائیں تو تو اپنے آپ کو ان کے پیچھے ہلاک کر دے گا؟ تو جسے چاہے راہ راست پر لا نہیں سکتا۔ یہ تو اللہ کے قبضے میں ہے' تجھ پر تو صرف پہنچا دینا ہے۔ حساب ہم خود لے لیں گے' تو تو نصیحت کر دینے والا ہے۔ ان پر داروغہ نہیں۔ اسی مضمون کی ان آیتوں کے سوا بھی بہت سی آیتیں قرآن کریم میں ہیں جو بتاتی ہیں کہ یہ شان اللہ ہی کی ہے کہ جو چاہے کر گزرے' جسے چاہے راہ راست دکھائے' جسے چاہے گمراہ کر دے۔ اس کا علم' اس کی حکمت' اس کا عدل اسی کے ساتھ ہے۔ اسکی مشیت بغیر کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا۔ وہ ان کو ایمان سے خالی' ان کے دلوں کو نجس اور گندہ کر دیتا ہے جو اللہ کی قدرت' اللہ کی برہان' اللہ کے احکام کی آیتوں میں غور وفکر نہیں کرتے۔ عقل وسمجھ سے کام نہیں لیتے' وہ عادل ہے' حکیم ہے' اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ
وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ
اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ
مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ
حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع ۱۱ ۱۵

کہہ دے کہ ذرا نظر تو ڈالو کہ آسمانوں میں کیا کچھ ہے اور زمین میں کیا کچھ ہے' نہ تو نشانیاں فائدہ دیں نہ ڈراوے انہیں جنہیں ایمان نہیں ○ انہیں اور تو کوئی انتظار نہیں بجز ان لوگوں کے برے دنوں کے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں' کہہ دے کہ اچھا انتظار کرتے رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہی منتظر ہوں ○

آخرش ہم اپنے نبیوں کو اور سچے مسلمانوں کو نجات دیں گے۔ بات اسی طرح ہے' ہم نے اپنے اوپر ضروری کر لیا ہے کہ ہم مومنوں کو نجات دیں ○

دعوت غور وفکر: ☆☆ (آیت:۱۰۱۔۱۰۳) اللہ تعالٰی کی نعمتوں میں' اس کی قدرتوں میں' اس کی پیدا کردہ نشانیوں میں غور وفکر کرو۔ آسمان و زمین اور ان کے اندر کی نشانیاں بے شمار ہیں۔ آسمانوں میں چلتے پھرتے اور ٹھہرے ہوئے' کم زیادہ روشنی والے ستارے' سورج' چاند' رات دن اور ان کا اختلاف' کبھی دن کی کمی' کبھی راتوں کا چھوٹا ہو جانا' آسمانوں کی بلندی' ان کی چوڑائی' ان کا حسن وزینت' اس سے بارش برسنا' اس بارش سے زمین کا ہرا بھرا ہو جانا' اس میں طرح طرح کے پھل پھول کا پیدا ہونا' اناج اور کھیتی کا اگنا' مختلف قسم کے جانوروں کا اس میں پھیلا ہوا ہونا' جن کی شکلیں جداگانہ' جن کے نفع الگ الگ' جن کے رنگ علیحدہ علیحدہ' پھر زمین پر پہاڑوں' جنگلوں' میدانوں' ٹیلوں' آبادیوں' غیر آباد ٹکڑوں کا ہونا' اسی پر سمندروں' دریاؤں' ان دریاؤں میں عجائبات کا پایا جانا' ان میں طرح طرح کی ہزارہا قسم کی مخلوق کا ہونا' ان

میں چھوٹی بڑی کشتیوں کا چلنا' یہ اس رب قدیر کی قدرتوں کے نشان' کیا تمہاری رہبری اس کی توحید' اس کی جلالت' اس کی عظمت' اس کی یگانگت' اس کی وحدت' اس کی عبادت' اس کی اطاعت' اس کی ملکیت کی طرف نہیں کرتے؟ یقین مانو نہ اس کے سوا کوئی پروردگار' نہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت' درحقیقت بے ایمانوں کے لئے اس سے زیادہ نشانات بھی بے سود ہیں۔

آسمان ان کے سر پر' زمین ان کے قدموں میں' رسول ﷺ ان کے سامنے' دلیل وسند ان کے آگے' لیکن یہ ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ان پر کلمۂ عذاب صادق آ چکا ہے۔ یہ تو عذاب کے آ جانے سے پہلے مومن نہیں ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ اسی عذاب کے اور انہی کٹھن دنوں کے منتظر ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں پر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے گزر چکے ہیں۔ اچھا انہیں انتظار کرنے دے اور تو بھی انہیں اعلان کر کے منتظر رہ۔ انہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ یہ دیکھ لیں گے کہ ہم اپنے رسولوں اور اپنے سچے غلاموں کو نجات دیں گے۔ یہ ہم نے خود اپنے نفس کریم پر واجب کر لیا ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ تمہارے پروردگار نے اپنے نفس پر رحمت لکھ لی ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی ہے جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آ چکی ہے۔

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾

اعلان کر دے کہ اے لوگو! اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو میں تو ان کی عبادت کرنے کا نہیں جن کی عبادت تم اللہ کو چھوڑ کر کر رہے ہو بلکہ میں تو اسی اپنے اللہ کی عبادت کرتا رہوں گا جو تمہیں وفات دیتا ہے۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں باایمان ہی رہوں ○ اور یہ کہ اپنا منہ اسی دین کی طرف سیدھا رکھ۔ مخلص ہو کر' اور ہرگز مشرکوں کے گروہ میں سے نہ ہونا ○ اللہ کے سوا کسی اور سے دعا نہ کر جو نہ تجھے نفع دے سکے نہ نقصان پہنچا سکے' اگر تو نے ایسا کیا تو پھر تو یقیناً ظالموں میں سے ہی ہو جائے گا۔ اگر اللہ ہی تجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اسے اس کے سوا کوئی بھی دور کرنے والا نہیں' اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر لے تو اس کے فضل کا ٹالنے والا بھی کوئی نہیں' وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا فضل پہنچا دے' وہ بڑا ہی بخشنے والا اور بہت ہی مہربان ہے ○

دین حنیف کی وضاحت: ☆☆ (آیت: ۱۰۴۔۱۰۷) یکسوئی والا سچا دین جو میں اپنے اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہوں' اس میں اے لوگو! اگر تمہیں کوئی شک وشبہ ہے تو ہوا کرے' یہ تو ناممکن ہے کہ تمہاری طرح میں بھی مشرک ہو جاؤں اور اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کرنے لگوں۔ میں تو صرف اسی اللہ کا بندہ ہوں اور اسی کی بندگی میں لگا رہوں گا جو تمہاری موت پر بھی ویسا ہی قادر ہے جیسا تمہاری پیدائش پر قادر ہے۔ تم سب اسی کی طرف لوٹنے والے اور اسی کے سامنے جمع ہونے والے ہو۔ اچھا اگر تمہارے یہ معبود کچھ طاقت وقدرت رکھتے ہیں تو ان سے کہو

کہ جو ان کے بس میں ہو مجھے سزا دیں۔ حق تو یہ ہے کہ نہ کوئی سزا ان کے قبضے میں نہ جزا۔ یہ محض بے بس ہیں بے نفع ونقصان ہیں۔ بھلائی برائی سب میرے اللہ کے قبضے میں ہے وہ واحد اور لاشریک ہے۔ مجھے اس کا حکم ہے کہ میں مومن رہوں۔ یہ بھی مجھے حکم مل چکا ہے کہ میں صرف اسی کی عبادت کروں۔ شرک سے یکسو اور بالکل علیحدہ رہوں۔ اور مشرکوں میں ہرگز شمولیت نہ کروں۔ خیر وشر نفع وضرر اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ کسی اور کو کسی امر میں کچھ بھی اختیار نہیں۔ پس کسی اور کی کسی طرح کی عبادت بھی لائق نہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ اپنی پوری عمر اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کرتے رہو۔ رب کی رحمتوں کے موقعہ کی تلاش میں رہو۔ ان موقعوں پر اللہ پاک جسے چاہے اپنی بھرپور رحمتیں عطا فرما دیتا ہے۔ اس سے اپنے عیبوں کی پردہ پوشی اور اپنے خوف ڈر کا امن طلب کیا کرو۔ پھر فرماتا ہے کہ جس گناہ سے جو شخص جب بھی توبہ کرے اللہ اسے بخشنے والا اور اس پر مہربانی کرنے والا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱

کہہ دے کہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق آ چکا ہے جو راہ پا لے وہ اپنے ہی نفع کے لئے راہ یافتہ ہوگا اور جو راہ گم کر دے اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا میں کچھ تم پر داروغہ نہیں ہوں ○ اے نبی تو اسی کی پیروی کرتا رہ جو تیری طرف وحی کیا جائے اور صبر وسہار کر یہاں تک کہ اللہ خود فیصلہ کر دے وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○

نافرمان کا اپنا نقصان ہے: ☆☆ (آیت: ۱۰۸۔۱۰۹) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فرماتا ہے کہ لوگوں کو آپ خبردار کر دیں کہ جو میں لایا ہوں وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ بلاشک وشبہ وہ سراحق ہے۔ جو اس کی اتباع کرے گا وہ اپنے نفع کو جمع کرے گا اور جو اس سے بھٹک جائے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ میں تم پر وکیل نہیں ہوں کہ تمہیں ایمان پر مجبور کر دوں۔ میں تو کہنے سننے والا ہوں۔ ہادی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو خود بھی میرے احکام اور وحی کا تابعدار رہ اور اس پر مضبوطی سے جما رہ۔ لوگوں کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کر۔ ان کی ایذاؤں پر صبر وتحمل سے کام لے۔ یہاں تک کہ خود اللہ تجھ میں اور ان میں فیصلہ کر دے۔ وہ بہترین فیصلے کرنے والا ہے جس کا کوئی فیصلہ عدل وحکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

ابو یعلی میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ بوڑھے کیسے ہو گئے؟ فرمایا مجھے سورہ ہود سورہ واقعہ سورہ عم اور سورہ کورت نے بوڑھا کر دیا۔ ترمذی کی اس حدیث میں سورہ ہود سورہ واقعہ سورہ والمرسلات سورہ النباء اور سورہ اذا الشمس کورت کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں ہے سورہ ہود اور اس جیسی اور سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ طبرانی میں ہے مجھے سورہ ہود نے اور اس جیسی سورتوں مثلاً واقعہ الحاقہ اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ ایک روایت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال کے جواب میں آپ کا صرف دو سورتوں کا ذکر کرنا ہی مروی ہے۔ سورۂ ہود اور سورۂ واقعہ۔